قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ ۚ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ (آل عمران:74)

روزنامہ

الفضل

لندن

Online Edition

مدیر: ابو سعید

منگل 31 مئی 2022ء | 30 شوال 1443 ہجری قمری | 31 ہجرت 1401 ہجری شمسی | جلد:4 | شمارہ: 129

فرمانِ رسول ﷺ

سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ فرماتے ہیں:

جو کسی نیک کام اور ہدایت کی طرف بلاتا ہے اس کو اتنا ہی ثواب ملتا ہے جتنا کہ ثواب اس پر عمل کرنے والے کو ملتا ہے اور اس کے ثواب میں سے کچھ بھی کم نہیں ہوتا۔

(صحیح مسلم کتاب العلم باب من سنّ سنة حسنة)

اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک موقع پر حضرت علیؓ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:

بخدا تیرے ذریعہ ایک آدمی کا ہدایت پا جانا تیرے لئے اعلیٰ درجہ کے سرخ اونٹوں کے مل جانے سے بہتر ہے۔

(صحیح البخاری کتاب الجهاد باب من اختار الغزو بعد البناء حدیث 2942)

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحاتِ قلم

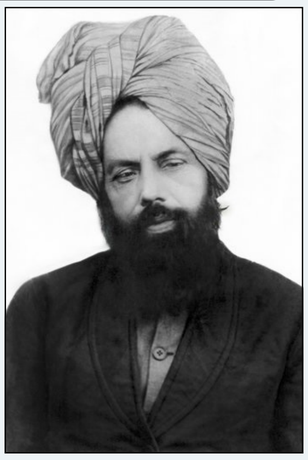

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

• خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ ان تمام روحوں کو جو زمین کی متفرق آبادیوں میں آباد ہیں کیا یورپ اور کیا ایشیاء اُن سب کو جو نیک فطرت رکھتے ہیں توحید کی طرف کھینچے اور اپنے بندوں کو دینِ واحد پر جمع کرے۔ یہی خدا تعالیٰ کا مقصد ہے جس کے لئے مَیں دنیا میں بھیجا گیا۔سو تم اس مقصد کی پیروی کرو مگر نرمی اور اخلاق اور دعاؤں پر زور دینے سے۔

(رسالہ الوصیت، روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 306-307)

• تبلیغ سلسلہ کے واسطے ایسے آدمیوں کے دوروں کی ضرورت ہے، مگر ایسے لائق آدمی مل جاویں کہ وہ اپنی زندگی اس راہ میں وقف کر دیں۔ آنحضرت ﷺ کے صحابہ بھی اشاعتِ اسلام کے واسطے دور دراز ممالک میں جایا کرتے تھے۔

(ملفوظات جلد 5 صفحہ 682 ایڈیشن 1988ء)

• ان ممالک میں جانا ایسے لوگوں کا کام ہے جو ان کی زبان سے بھی بخوبی واقف ہوں۔ اور ان کے طرزِ بیان اور خیالات سے خوب آگاہ۔

(ملفوظات جلد 5 صفحہ 684 ایڈیشن 1988ء)

• اب وقت تنگ ہے۔ مَیں بار بار یہی نصیحت کرتا ہوں کہ کوئی جوان یہ بھروسہ نہ کرے کہ اٹھارہ یا انیس سال کی عمر ہے اور ابھی بہت وقت باقی ہے۔ تندرست اپنی تندرستی اور صحت پر ناز نہ کرے۔ اسی طرح اور کوئی شخص جو عمدہ حالت رکھتا ہے وہ اپنی وجاہت پر بھروسہ نہ کرے۔ زمانہ انقلاب میں ہے۔ یہ آخری زمانہ ہے۔ اللہ تعالیٰ صادق اور کاذب کو آزمانا چاہتا ہے۔ اِس وقت صدق و وفا کے دکھانے کا وقت ہے اور آخری موقع دیا گیا ہے۔ یہ وقت پھر ہاتھ نہ آئے گا۔ یہ وہ وقت ہے کہ تمام نبیوں کی پیشگوئیاں یہاں آ کر ختم ہو جاتی ہیں۔ اس لئے صدق اور خدمت کا یہ آخری موقع ہے جو نوع انسان کو دیا گیا ہے۔ اب اس کے بعد کوئی موقع نہ ہو گا۔ بڑا ہی بدقسمت وہ ہے جو اس موقع کو کھو دے… نرا زبان سے بیعت کا اقرار کرنا کچھ چیز نہیں ہے بلکہ کوشش کرو اور اللہ تعالیٰ سے دعائیں مانگو کہ وہ تمہیں صادق بنا دے۔ اس میں کاہلی اور سستی سے کام نہ لو بلکہ مستعد ہو جاؤ اور اُس تعلیم پر جو میں پیش کر چکا ہوں عمل کرنے کے لئے کوشش کرو اور اس راہ پر چلو جو میں نے پیش کی ہے‘‘

(ملفوظات جلد 6 صفحہ 263-264 ایڈیشن 1984ء)

ارشادِ باری تعالیٰ

وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَآ اِلَى اللّٰهِ وَعَمِلَ صَالِحًا وَّقَالَ اِنَّنِيْ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ﴿۳۴﴾

(حٰم السجدہ: 34)

ترجمہ: اور بات کہنے میں اس سے بہتر کون ہو سکتا ہے جو اللہ کی طرف بلائے اور نیک اعمال بجالائے۔ اور کہے کہ مَیں یقیناً کامل فرمانبرداروں میں سے ہوں۔

فرمانِ خلیفۂ وقت

پس ایک داعی الی اللہ کے لئے یہ ضروری ہے اور صرف یہ داعی الی اللہ کو یاد رکھنا ہی ضروری نہیں ہے بلکہ ہر احمدی چاہے وہ فعال ہو کر تبلیغ کرتا ہے یا نہیں اگر دنیا کے علم میں ہے کہ فلاں شخص احمدی ہے، اگر ماحول اور معاشرہ جانتا ہے کہ فلاں شخص احمدی ہے تو وہ احمدی یاد رکھے کہ اس کے ساتھ احمدی کا لفظ لگتا ہے، اگر وہ تبلیغ نہیں بھی کر رہا تو تب بھی اس کا احمدی ہونا اسے خاموش داعی الی اللہ بنا دیتا ہے۔ بعض دفعہ غیر احمدیوں اور غیر مسلموں کے مجھے خط آ جاتے ہیں کہ آپ کی جماعت کی نیکی کی تو بڑی شہرت سنی ہے اور آپ دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم سب مسلمانوں سے اچھے ہیں، لیکن فلاں احمدی نے مجھے اس طرح دھوکہ دیا ہے، میرا حق اُس سے دلوایا جائے۔ تو ایک احمدی کا ایک عمل، ایک فعل، پوری جماعت کی بدنامی کا باعث بن جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ (نے)…فرمایا کہ دعوت الی اللہ کرنے والے سے کون بہتر ہو سکتا ہے؟ تو ساتھ ہی یہ بھی فرمایا کہ دعوت الی اللہ کرنے والے کی کوشش ہوتی ہے اور ہونی چاہئے کہ وہ اعمالِ صالحہ بجالائے اور یہ اعلان کرے کہ مَیں کامل فرمانبردار بنتا ہوں یا بننے کی کوشش کروں گا۔ مجھ پر مسلمان ہونے کا احمدی ہونے کا صرف Label نہیں لگا ہوا۔ بلکہ میں خدا تعالیٰ کے احکامات کو کامل فرمانبرداری سے ادا کرنے کی کوشش کرنے والا ہوں اور ایک مسلمان فرمانبردار تبھی بنتا ہے جب حقوق اللہ کی طرف بھی توجہ رہے اور حقوق العباد کی طرف بھی توجہ رہے۔ یاد رکھنا چاہئے کہ مسلمان کے فرمانبردار ہونے کا عبادت کے ساتھ بہت تعلق ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی فرمایا ہے کہ مسلمان وہی ہے جو دعا اور صدقات کا قائل ہو۔

(ملفوظات جلد اول صفحہ 195)

(خطبہ جمعہ فرمودہ 9 اپریل 2010ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

اس شمارہ میں

- نازِ محبت (منظوم)
- کتاب، تعلیم کی تیاری
- دجلہ کنارے - قرآنی انبیاء
- حیاتِ نورالدین
- اسلام کی نشاۃ ثانیہ میں خلافت خامسہ کا عظیم الشان کردار
- حضرت امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ

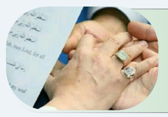

دربارِ خلافت

’’تمہیں خوشخبری ہو کہ قرب پانے کا میدان خالی ہے‘‘ (حضرت مسیح موعودؑ)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

جماعت کے افراد اس بات کا کئی مرتبہ مشاہدہ کر چکے ہیں اور اس دَور میں تو غیروں نے بھی دیکھا کہ کس طرح اللہ تعالیٰ احمدیوں کی سکینت کے سامان فرماتا ہے اور یہ بات غیروں کو بھی نظر آتی ہے۔ پہلے بھی مَیں کئی مرتبہ بیان کر چکا ہوں کہ خلافتِ خامسہ کے انتخاب سے پہلے احمدیوں کی جو حالت تھی اُس کو غیر بھی محسوس کر رہے تھے اور بعض اس امید پر بیٹھے تھے کہ اب دیکھیں جماعت کا کیا حشر ہوتا ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے جو وعدہ فرمایا تھا اُس کو اس شان سے پورا فرمایا کہ دنیا دنگ رہ گئی اور ایم ٹی اے کی وجہ سے غیروں نے بھی دیکھا کہ خوف امن میں ایسا بدلا کہ ایک غیر احمدی پیر صاحب نے جو ہمارے ایک احمدی کے واقف تھے، اُن کو کہا کہ مَیں یہ تو نہیں مانتا کہ تم لوگ سچے ہو لیکن یہ سارا نظارہ دیکھ کے مَیں یہ مانتا ہوں کہ خدا تعالیٰ کی فعلی شہادت تمہارے ساتھ ہے۔ خدا تعالیٰ کی مدد تو ضرور تمہارے ساتھ لگتی ہے لیکن مَیں نے ماننا نہیں۔ پس ایسے لوگ بھی ہوتے ہیں جو سب کچھ دیکھ کر بھی اپنی ہٹ دھرمی اور ضد پر قائم رہتے ہیں۔ آجکل پاکستان میں جو ظلم کی لہر چل رہی ہے یہ اس بات کا اظہار ہے کہ یہ احمدی تو ترقی پر ترقی کرتے چلے جا رہے ہیں، ان کے میدان تو وسیع سے وسیع تر ہوتے چلے جا رہے ہیں اور ان کو ختم کرنے کی ہم جتنی کوشش کرتے ہیں یہ تو ختم نہیں ہوتے، کس طرح ان کو ختم کریں۔ لیکن ان لوگوں سے میں کہتا ہوں کہ اے دشمنانِ احمدیت! یاد رکھو کہ ہمارا مولیٰ ہمارا ولی وہ خدا ہے جو سب طاقتوں کا مالک ہے۔ وہ کبھی تمہیں کامیاب نہیں ہونے دے گا اور اسلام کی ترقی اب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ وابستہ ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جھنڈا اب دنیا میں مسیح موعود کے غلاموں نے لہرانا ہے۔ ان لوگوں نے لہرانا ہے جو خلافت علیٰ منہاج نبوت پر یقین رکھتے ہیں، جو خلافت کے ساتھ منسلک ہیں، جو جماعت کی لڑی میں پروئے ہوئے ہیں، جو حبل اللہ کو پکڑے ہوئے ہیں۔ پس تمہاری کوئی کوشش، کوئی شرارت، کوئی حملہ، کسی حکومت کی مدد خلافت احمدیت کو اس کے مقاصد سے روک نہیں سکتی، نہ جماعت احمدیہ کی ترقی کو روک سکتی ہے۔ افرادِ جماعت کو بھی یاد رکھنا چاہئے جیسا کہ میں نے کہا، تقویٰ پر چلنا، نمازوں کا قیام اور مالی قربانیوں میں بڑھنا اُنہیں خلافت کے فیض سے فیضیاب کرتا چلا جائے گا۔ پس اس کیلئے ہر فرد کا فرض ہے کہ وہ بھرپور کوشش کرے۔ تا کہ اللہ تعالیٰ کی رحم سے وافر حصہ لینے والا ہو۔

اب مَیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ’’رسالہ الوصیت‘‘ میں سے بعض اقتباسات پڑھتا ہوں جو آپ نے اُن لوگوں کے لئے تحریر فرمائے ہیں جن میں نظامِ خلافت جاری رہنا ہے یا جنہوں نے خلافت سے فیض پانا ہے یا جنہوں نے جماعت سے منسلک رہنا ہے، اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنی ہے۔ آپ فرماتے ہیں:

’’اور چاہئے کہ تم بھی ہمدردی اور اپنے نفسوں کے پاک کرنے سے رُوح القدس سے حصہ لو کہ بجز رُوح القدس کے حقیقی تقویٰ حاصل نہیں ہو سکتی اور نفسانی جذبات کو بکلّی چھوڑ کر خدا کی رضا کے لئے وہ راہ اختیار کرو جو اس سے زیادہ کوئی راہ تنگ نہ ہو۔ دنیا کی لذّتوں پر فریفتہ مت ہو کہ وہ خدا سے جُدا کرتی ہیں اور خدا کے لئے تلخی کی زندگی اختیار کرو۔ وہ درد جس سے خدا راضی ہو اُس لذّت سے بہتر ہے جس سے خدا ناراض ہو جائے۔ اور وہ شکست جس سے خدا راضی ہو اس فتح سے بہتر ہے جو موجبِ غضبِ الٰہی ہو۔ اُس محبت کو چھوڑ دو جو خدا کے غضب کے قریب کرے۔ اگر تم صاف دل ہو کر اس کی طرف آجاؤ تو ہر ایک راہ میں وہ تمہاری مدد کرے گا اور کوئی دشمن تمہیں نقصان نہیں پہنچا سکے گا۔ خدا کی رضا کو تم کسی طرح پا ہی نہیں سکتے جب تک تم اپنی رضا چھوڑ کر، اپنی لذّات چھوڑ کر، اپنی عزّت چھوڑ کر، اپنا مال چھوڑ کر، اپنی جان چھوڑ کر، اس کی راہ میں وہ تلخی نہ اُٹھاؤ جو موت کا نظارہ تمہارے سامنے پیش کرتی ہے۔ لیکن اگر تم تلخی اُٹھا لو گے تو ایک پیارے بچے کی طرح خدا کی گود میں آجاؤ گے اور تم اُن راستبازوں کے وارث کئے جاؤ گے جو تم سے پہلے گزر چکے ہیں۔ اور ہر ایک نعمت کے دروازے تم پر کھولے جائیں گے۔ لیکن تھوڑے ہیں جو ایسے ہیں۔ خدا نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ تقویٰ ایک ایسا درخت ہے جس کو دل میں لگانا چاہئے۔ وہی پانی جس سے تقویٰ پرورش پاتی ہے تمام باغ کو سیراب کر دیتا ہے۔ تقویٰ ایک ایسی جڑ ہے کہ اگر وہ نہیں تو سب کچھ ہیچ ہے اور اگر وہ باقی رہے تو سب کچھ باقی ہے۔ انسان کو اس فضولی سے کیا فائدہ جو زبان سے خدا طلبی کا دعویٰ کرتا ہے لیکن قدمِ صدق نہیں رکھتا۔ دیکھو مَیں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ وہ آدمی ہلاک شدہ ہے جو دین کے ساتھ کچھ دنیا کی ملونی رکھتا ہے اور اس نفس سے جہنم بہت قریب ہے جس کے تمام ارادے خدا کے لئے نہیں ہیں بلکہ کچھ خدا کے لئے اور کچھ دنیا کے لئے۔ پس اگر تم دنیا کی ایک ذرّہ بھی ملونی اپنے اغراض میں رکھتے ہو تو تمہاری تمام عبادتیں عبث ہیں۔‘‘

(رسالہ الوصیت، روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 307-308)

(خطبہ جمعہ 24؍ مئی 2013ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

نازِ محبت

(کلام حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگمؓ)

دنیا میں حاکموں کو حکومت پہ ناز ہے
جو ہیں شریف ان کو شرافت پہ ناز ہے

عابد کو اپنے زہد و عبادت پہ ناز ہے
اور عالموں کو علم کی دولت پہ ناز ہے

حُسنِ رقم پہ ناز ہے مضموں نگار کو
پھر کاتبوں کو حُسنِ کتابت پہ ناز ہے

ماہر کو ہے یہ ناز کہ حاصل ہے تجربہ
عاقل کو اپنے فہم و فراست پہ ناز ہے

جن کی بہادری کی بندھی دھاک ہر طرف
تن تن کے چل رہے ہیں شجاعت پہ ناز ہے

صنعت پہ اپنی ناز ہے صنّاع کو اگر
موجِد کو اپنی طبع کی جودت پہ ناز ہے

ماہر ہے سرجری میں تو ہے ڈاکٹر کو ناز
حاذق ہے گر طبیب، طبابت پہ ناز ہے

بیمار کو ہے ناز کہ ’’نازک‘‘ مزاج ہوں
جو تندرست ہیں انہیں صحت پہ ناز ہے

منعم کو ہے یہ ناز کہ قبضہ میں مال ہے
عزت خدا نے دی ہے تو عزت پہ ناز ہے

’’ہیں مال مست اور امیر تو ہم کھال مست ہیں‘‘
اس رنگ میں غریب کو غربت پہ ناز ہے

مانا کہ انکسار بھی داخل ہے خُلق میں
پر کچھ نہ کچھ خلیق کو سیرت پہ ناز ہے

گوشہ نشیں کو ناز ہے یہ ’’بے ریا ہوں میں‘‘
جو نامور ہوئے انہیں شہرت پہ ناز ہے

نازاں ہے اس پہ جس کو فصاحت عطا ہوئی
جادو بیاں کو اپنی طلاقت پہ ناز ہے

پایا جنہوں نے حسن وہ اس سے ہے مست ہیں
ہر اک سے بے نیاز ہیں صورت پہ ناز ہے

اُڑ کر کہاں کہاں نہ گیا طائرِ خیال
شاعر کو اپنے زورِ طبیعت پہ ناز ہے

دیکھو جسے غرض کہ وہی مستِ ناز ہے
وحشی بھی ہے اگر اسے وحشت پہ ناز ہے

فانی تمام ناز ہیں باقی ہے اس کا ناز
جس کو بقا پہ ناز ہے وحدت پہ ناز ہے

جانِ جہاں! تجھی پہ تو زیبا ہے ناز بھی
یہ کیا کہ چند روز کی حالت پہ ناز ہے

کیونکر کہوں کہ ناز سے خالی ہے میرا دل
پیارے مجھے بھی تیری ’’محبت‘‘ پہ ’’ناز‘‘ ہے

(الفضل 21؍ اکتوبر 1924ء)

اداریہ

کتاب، تعلیم کی تیاری

قسط 44

اس عنوان کے تحت درج ذیل تین عناوین پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات اکٹھے کئے جا رہے ہیں۔

1۔ اللہ تعالیٰ کے حضور ہمارے کیا فرائض ہیں؟

2۔نفس کے ہم پر کیا حقوق ہیں؟

3۔ بنی نوع کے ہم پر کیا کیا حقوق ہیں؟

اللہ کے حضور ہمارے فرائض

میں پھر اصل مطلب کی طرف آتا ہوں کہ اصل توحید کو قائم کرنے کے لئے ضروری ہے کہ خدا تعالیٰ کی محبت سے پورا حصہ لو۔اور یہ محبت ثابت نہیں ہوسکتی جبتک عملی حصہ میں کامل نہ ہو۔نری زبان سے ثابت نہیں ہوتی۔اگر کوئی مصری کا نام لیتا رہے تو کبھی نہیں ہوسکتا کہ وہ شیریں کام ہو جاوے یا اگر زبان سے کسی کی دوستی کا اعتراف اور اقرار کرے۔مگر مصیبت اور وقت پڑنے پر اس کی امداد اور دستگیری سے پہلو تہی کرے تو وہ دوست صادق نہیں ٹھہر سکتا۔اسی طرح پر اگر خدا تعالیٰ کی توحید کا نرا زبانی ہی اقرار ہو اور اُس کے ساتھ محبت کا بھی زبانی ہی اقرار موجود ہو تو کچھ فائدہ نہیں بلکہ یہ حصہ زبانی اقرار کی بجائے عملی حصہ کو زیادہ چاہتا ہے۔اس سے یہ مطلب نہیں کہ زبانی اقرار کوئی چیز نہیں ہے۔نہیں۔میری غرض یہ ہے کہ زبانی اقرار کے ساتھ عملی تصدیق لازمی ہے۔اس لئے ضروری ہے کہ خدا کی راہ میں اپنی زندگی وقف کرو۔اور یہی اسلام ہے اور یہی وہ غرض ہے جس کے لئے مجھے بھیجا گیا ہے۔پس جو اس وقت اس چشمہ کے نزدیک نہیں آتا جو خدا تعالیٰ نے اس غرض کیلئے جاری کیا ہے وہ یقیناً بے نصیب رہتا ہے۔اگر کچھ لینا ہے اور مقصد کو حاصل کرنا ہے تو طالب صادق کو چاہئے کہ وہ چشمہ کی طرف بڑھے اور آگے قدم رکھے اور اس چشمہ جاری کے کنارے اپنا منہ رکھ دے اور یہ ہو نہیں سکتا جبتک خدا تعالیٰ کے سامنے غیریت کا چولہ اُتار کر آستانہ رُبوبیت پر نہ گر جاوے اور یہ عہد نہ کر لے کہ خواہ دنیا کی وجاہت جاتی رہے اور مصیبتوں کے پہاڑ ٹوٹ پڑیں تو بھی خدا کو نہیں چھوڑے گا۔اور خدا تعالیٰ کی راہ میں ہر قسم کی قربانی کے لئے تیار رہے گا۔ابراہیم علیہ السلام کا یہی عظیم الشان اخلاص تھا۔کہ بیٹے کی قربانی کے لئے تیار ہوگیا۔اسلام کا منشا یہ ہے کہ بہت سے ابراہیم بنائے۔پس تم میں سے ہر ایک کو کوشش کرنی چاہئے کہ ابراہیم بنو۔میں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں۔کہ

ولی پرست نہ بنو۔بلکہ ولی بنو

اور پیر پرست نہ بنو۔بلکہ پیر بنو

تم اُن راہوں سے آؤ۔بیشک وہ تنگ راہیں ہیں۔لیکن اُن سے داخل ہو کر راحت اور آرام ملتا ہے۔مگر یہ ضروری ہے کہ اس دروازہ سے بالکل ہلکے ہو کر گزرنا پڑے گا۔اگر بہت بڑی گٹھڑی سر پر ہو تو مشکل ہے۔اگر گزرنا چاہتے ہو تو اس گٹھڑی کو جو دنیا کے تعلقات اور دنیا کو دین پر مقدم کرنے کی گٹھڑی ہے، پھینک دو۔ہماری جماعت خدا کو خوش کرنا چاہتی ہے تو اس کو چاہئے کہ اس کو پھینک دے۔تم یقیناً یاد رکھو کہ اگر تم میں وفاداری اور اخلاص نہ ہو تو تم جھوٹے ٹھہرو گے۔اور خدا تعالیٰ کے حضور راستباز نہیں بن سکتے۔ایسی صورت میں دشمن سے پہلے وہ ہلاک ہوگا۔جو وفاداری کو چھوڑ کر غدّاری کی راہ اختیار کرتا ہے۔خدا تعالیٰ فریب نہیں کھا سکتا۔اور نہ کوئی اُسے فریب دے سکتا ہے۔اس لئے ضروری ہے کہ تم سچا اخلاص اور صدق پیدا کرو۔

تم پر خدا تعالیٰ کی حجّت سب سے بڑھ کر پوری ہوئی ہے تم میں سے کوئی بھی نہیں ہے جو یہ کہہ سکے کہ میں نے کوئی نشان نہیں دیکھا ہے۔پس تم خدا تعالیٰ کے الزام کے نیچے ہو، اس لئے ضروری ہے کہ تقویٰ اور خشیت تم میں سب سے زیادہ پیدا ہو۔خدا تعالیٰ نے قرآن شریف میں مختلف طریقوں اور پہلوؤں سے اس سلسلہ کی حقانیت کو ثابت کیا ہے اور بتایا ہے یہانتک کہ ہر ایک قصہ میں اس کی طرف اشارہ کیا ہے۔مثلاً ذوالقرنین کا قصہ ہے۔اس میں اس کی پیشگوئی ہے۔چنانچہ قرآن شریف کے پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ذوالقرنین مغرب کی طرف گیا تو اُسے آفتاب غروب ہوتا نظر آیا یعنی تاریکی پائی اور ایک گدلا چشمہ اس نے دیکھا۔وہاں پر ایک قوم تھی۔پھر مشرق کی طرف چلا ہے تو دیکھا کہ ایک ایسی قوم ہے جو کسی اوٹ میں نہیں اور دُھوپ سے جلتی ہے۔تیسری قوم ملی جس نے یاجوج ماجوج سے بچاؤ کی درخواست کی۔اب یہ بظاہر تو قصہ ہے لیکن حقیقت میں ایک عظیم الشان پیشگوئی ہے جو اس زمانہ سے متعلق ہے۔خدا تعالیٰ نے بعض حقائق تو کھول دیئے ہیں اور بعض مخفی رکھے ہیں اس لئے کہ انسان اپنے قویٰ سے کام لے اگر انسان نرے منقولات سے کام لے تو وہ انسان نہیں ہوسکتا۔ذوالقرنین اس لئے نام رکھا کہ وہ دو صدیوں کو پائے گا۔اب جس زمانہ میں خدا نے مجھے بھیجا ہے سب صدیوں کو بھی جمع کر دیا۔کیا یہ انسانی طاقت میں ہے کہ اس طرح پر دو صدیوں کا صاحب ہو جاوے۔

ہندوؤں کی صدی بھی پائی اور عیسائیوں کی بھی۔مفتی صاحب نے تو کوئی 16 یا 17 صدیاں جمع کر کے دکھائی تھیں۔

غرض ذوالقرنین کے معنے ہیں۔دو صدیاں پانے والا۔اب خدا تعالیٰ نے اس کے لئے تین قوموں کا ذکر کیا ہے۔اس سے مراد یہ ہے کہ پہلی قوم جو مغرب میں ہے اور آفتاب وہاں غروب ہوتا ہے اور وہ تاریکی کا چشمہ ہے۔یہ عیسائیوں کی قوم ہے۔جس کا آفتاب صداقت غروب ہوگیا اور آسمانی حق اور نور ان کے پاس نہیں رہا۔

دوسری قوم اس کے مقابل میں وہ ہے جو آفتاب کے پاس ہے مگر آفتاب سے فائدہ نہیں اُٹھا سکتی۔یہ مسلمانوں کی قوم ہے۔جن کے پاس آفتاب صداقت قرآن شریف اس وقت موجود ہے۔مگر دابۃ الارض نے اُن کو بے خبر بنا دیا ہے۔اور وہ اس سے اُن فوائد کو حاصل نہیں کر سکتے بجز جلنے اور دکھ اٹھانے کے جو ظاہر پرستی کی وجہ سے اُن پر آیا۔پس یہ قوم اس طرح پر بے نصیب ہوگئی۔اب ایک تیسری قوم ہے جس نے ذوالقرنین سے التماس کی کہ یاجوج ماجوج کے درے بند کر دے تا کہ وہ اُن کے حملوں سے محفوظ ہو جاویں۔

وہ ہماری قوم ہے جس نے اخلاص اور صدق دل سے مجھے قبول کیا۔خدا تعالیٰ کی تائیدات سے میں ان حملوں سے اپنی قوم کو محفوظ کر رہا ہوں۔جو یاجوج ماجوج کر رہے ہیں۔پس اس وقت خدا تعالیٰ تم کو تیار کر رہا ہے۔تمہارا فرض ہے کہ سچی توبہ کرو۔اور اپنی سچائی اور وفاداری سے خدا کو راضی کرو۔تا کہ تمہارا آفتاب غروب نہ ہو۔اور تاریکی کے چشمہ کے پاس جانے والے نہ ٹھہرو اور نہ تم اُن لوگوں سے بنو جنہوں نے آفتاب سے کوئی فائدہ نہ اُٹھایا۔پس تم پورا فائدہ حاصل کرو اور پاک چشمہ سے پانی پیو تا خدا تم پر رحم کرے۔

وہ انسان بدقسمت ہوتا ہے جو خدا تعالیٰ کے وعدوں پر ایمان لا کر وفاداری اور صبر کے ساتھ ان کا انتظار نہیں کرتا اور شیطان کے وعدوں کو یقینی سمجھ بیٹھتا ہے۔اس لئے کبھی بے دل نہ ہو جاؤ اور تنگی اور عُسر کی حالت میں گھبراؤ نہیں۔خدا تعالیٰ خود رزق کے معاملہ میں فرماتا ہے۔وَ فِي السَّمَآءِ رِزْقُكُمْ وَ مَا تُوْعَدُوْنَ (الذاریات: 23)۔

انسان جب خدا کو چھوڑتا ہے تو پھر شیطان کا غلام بن جاتا ہے۔وہ انسان بہت ہی بڑی ذمہ داری کے نیچے ہوتا ہے جو خدا تعالیٰ کی آیات اور نشانات کو دیکھ چکا ہو۔پس کیا تم میں سے کوئی ہے جو یہ کہے کہ میں نے کوئی نشان نہیں دیکھا۔بعض نشان اس قسم کے ہیں۔کہ لاکھوں کروڑوں انسان ان کے گواہ ہیں۔جو ان نشانوں کی قدر نہیں کرتا اور ان کو حقارت کی نگاہ سے دیکھتا ہے وہ اپنی جان پر ظلم کرتا ہے۔خدا تعالیٰ اس کو دشمن سے پہلے ہلاک کرے گا۔کیونکہ وہ شدید العقاب بھی ہے۔جو اپنے آپ کو درست نہیں کرتا وہ نہ صرف اپنی جان پر ظلم کرتا ہے بلکہ اپنے بیوی بچوں پر بھی ظلم کرتا ہے کیونکہ جب وہ خود تباہ ہو جاوے گا تو اس کے بیوی بچے بھی ہلاک اور خوار ہوں گے۔خدا تعالیٰ اس کی طرف اشارہ کر کے فرماتا ہے۔وَلَا يَخَافُ عُقْبٰهَا (الشّمس: 16)۔

مرد چونکہ اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَى النِّسَآءِ (النساء: 35) کا مصداق ہے اس لئے اگر وہ لعنت لیتا ہے تو وہ لعنت بیوی بچوں کو بھی دیتا ہے اور اگر برکت پاتا ہے تو ہمسایوں اور شہر والوں تک کو بھی دیتا ہے۔اس وقت کُل ملک میں طاعون کی آگ لگ رہی ہے۔وہ لوگ غلطی کر رہے ہیں جو اس کو ملعون کہتے ہیں۔یہ خدا تعالیٰ کا ایک فرشتہ ہے جو اس وقت ایک خاص کام کے لئے مامُور کیا گیا ہے۔اس کا علاج خدا تعالیٰ نے مجھے یہی بتایا ہے اِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ (الرعد: 12)۔یہ طاعون بدکاریوں اور فسق و فجور اور میرے انکار اور استہزاء کا نتیجہ ہے۔اور یہ رُک نہیں سکتا جب تک لوگ اپنے اعمال میں پاک تبدیلی نہ کریں۔اور سبّ وشتم سے زبان کو نہ روکیں پھر فرماتا ہے۔

اِنَّهٗ اٰوَى الْقَرْيَةَ

اس گاؤں کو پریشانی اور انتشار سے حفاظت میں لے لیا۔کیا اس گاؤں میں ہر قسم کے لوگ چوہڑے چمار، دہریہ اور شراب پینے والے اور بیچنے والے اور اور قسم کے لوگ نہیں رہتے مگر خدا نے میرے وجود کے باعث سارے گاؤں کو اپنی پناہ میں لے لیا۔اور اس افراتفری اور موت الکلاب سے اُسے محفوظ رکھا۔جو دوسرے شہروں اور قصبوں میں ہوتی ہے۔

غرض یہ خدا تعالیٰ کے نشان ہیں ان کو عزت اور عبرت کی نگاہ سے دیکھو اور اپنی ساری قوتوں کو خدا تعالیٰ کی مرضی کے نیچے استعمال کرو۔توبہ اور استغفار کرتے رہو تا خدا تعالیٰ تم پر اپنا فضل کرے۔

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 188-192 اشاعت 1984ء)

نفس کے ہم پر حقوق

جو لوگ حیوانات کی طرح زندگی بسر کرتے ہیں۔اللہ تعالیٰ جب ان کو پکڑتا بھی ہے۔تو پھر جان لینے ہی کے لئے پکڑتا ہے۔مگر مومن کے حق میں اس کی یہ عادت نہیں ہے۔اُن تکالیف کا انجام اچھا ہوتا ہے اور انجام کار متقی کے لئے ہی ہے۔جیسے فرمایا۔

وَ الْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ (القصص:84)

اُن کو جو تکالیف اور مصائب آتے ہیں وہ بھی ان کی ترقیوں کا باعث بنتے ہیں تا کہ ان کو تجربہ ہو جاوے۔اللہ تعالیٰ پھر ان کے دن پھیر دیتا ہے۔اور یہ قاعدہ کی بات ہے کہ جس شخص کے شکنجہ کے دن آتے ہیں اس پر بہائمی زندگی کا اثر نہیں رہتا۔اس پر ایک موت ضرور بقیہ صفحہ 12 پر

فرید احمد نوید ۔ پرنسپل جامعہ احمدیہ انٹرنیشنل گھانا

قرآنی انبیاء

دجلہ کنارے

قسط 15

کشتی لمحہ بہ لمحہ نینوا سے دور ہوتی چلی جارہی تھی۔سمندر بالکل پرسکون تھااور یہ سفر بڑے آرام سے کٹ جانے کی امید تھی کہ اچانک تند وتیز ہواؤں نے حملہ کر دیا۔شدید طغیانی پیدا ہوگئی اور اُونچی اُونچی موجوں میں کشتی ایک کھلونے کی طرح محسوس ہونے لگی۔ملاحوں نے بہت کوشش کی کہ کسی طرح کشتی کو طوفان سے نکال کرلے جائیں لیکن یہ معاملہ ان کے بس سے باہر تھا۔بالآخر فیصلہ یہ ہوا کہ قرعہ اندازی کرلی جائے کہ یہ طوفان کس مسافر کی وجہ سے آرہاہے تا کہ اس مسافر کوسمندر کے حوالے کر کے باقی لوگوں کی جان بچائی جاسکے۔قرعہ اندازی ہوئی تو حیران کن طور پر حضرت یونسؑ کانام نکل آیا اور آپ کوسمندر میں پھینک دیا گیا۔

خدا تعالیٰ کے ایک نبی کے واقعات جو دریائے دجلہ کے کنارے واقع نینوانامی شہر کی طرف مبعوث کئے گئے تھے۔

ملک عراق سے ہم سب واقف ہیں اسی ملک میں دریائے دجلہ کے کنارے ایک بستی آباد ہوا کرتی تھی جس کانام نینوا تھا۔ یہ آج سے قریباً تین ہزار سال پہلے کا واقعہ ہے جو اس بستی میں پیش آیا اور ہمیشہ کے لئے محفوظ ہوگیا۔آج بستی موجود نہیں ہے لیکن عراق شہر ’’موصل‘‘ کے قریب اس کے کھنڈرات اب بھی محفوظ ہیں۔تین ہزار سال قبل یہاں اشوری قوم رہا کرتی تھی جو ایک ترقی یافتہ اور طاقتور قوم تھی۔ اس قوم کا دارالسلطنت ’’نینوا‘‘ بھی اپنی مثال آپ تھا جو قریباً 60 میل کے علاقے پر پھیلا ہوا ایک خوبصورت شہر تھا۔اشوری قوم بتوں کی پوجا کیا تی تھی اور خدا تعالیٰ سے بالکل غافل ہوچکی تھی۔ان کی اسی بری حالت پر رحم کھاتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے ان کی ہدایت کی لئے ایک نبی ان کی طرف مبعوث کیا۔یہ نبی حضرت یونس علیہ السلام تھے جنہیں بائبل میں ’’یوناہ‘‘ نبی کے نام سے متعارف کروایا گیاہے

حضرت یونسؑ خدا تعالیٰ کے حکم کے ماتحت اشوریوں کو تبلیغ کرنے لگے۔ انہیں بتوں کی پرستش سے روکا اور بتایا کہ یہ بہت ادنیٰ اور حقیر ہیں یہ خدا نہیں ہو سکتے اس لئے اے قوم! خدا تعالیٰ کی عبادت کرو جو سب طاقتوں کا مالک قادر وتوانا خدا ہے۔آپ نے ہرطرح سے قوم کو بتوں کی کمزوری اور خدا تعالیٰ کی عظمت کے بارے میں سمجھانے کی کوشش کر ڈالی لیکن قوم تھی کہ ماننے کے لئے تیار ہی نہ ہوتی تھی۔

آپ نے تبلیغ کا فریضہ پورے طور پر ادا کر دیا لیکن قوم نے آپ کی ایک نہ مانی اور آپ سے ہنسی اور مذاق کرنے لگی۔آپ کی تعلیمات کو ٹھکرا کر ان کے ساتھ استہزاء کرنے لگی۔یہ بات بہت تکلیف دہ تھی کہ قوم کی بھاری اکثریت نے آپ کا انکار کر دیا تھا۔ اور یوں اللہ تعالیٰ کی طرف سے آنے والی سزا کے حقدار بن گئے تھے۔ بالآخر سزا کا وقت قریب آ گیا اور اللہ تعالیٰ سے اطلاع پا کر حضرت یونسؑ نے اپنی قوم کو عذاب کی خبر دے دی۔آپ نے انہیں بتادیا کہ تم نے خدا کے بھیجے ہوئے ایک نبی کا انکار کیا ہے اس لئے جلد ہی اس کی پکڑ تمہیں آلے گی اور تباہ و برباد کر دے گی۔

آپ قوم کو عذاب کی خبر دے کر نینوا سے باہر نکل گئے۔اور شہر سے باہر ایک مقام پر بیٹھ رہے تا کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ملنے والی خبر کے مطابق اس قوم کا انجام دیکھ سکیں۔آپ وہاں بیٹھے ہر آنے جانے والے سے پوچھتے کہ نینوا کا کیا حال ہے؟ان پر عذاب ابھی آیا کہ نہیں؟

دوسری طرف نینوا کے رہنے والے حضرت یونسؑ کی دی ہوئی خبر اور پھر ان کی ہجرت کی وجہ سے ڈر گئے اور جان گئے کہ وہ شخص خدا تعالیٰ کا سچا نبی تھا۔اس لئے انہوں نے اپنی حالت میں فوری تبدیلی پیدا کی۔اپنی بری حرکتیں اور بت پرستی وغیرہ چھوڑ کر وہ خدا تعالیٰ کے حضور جھک گئے۔ رو رو کر فریادیں کیں اور عرض کیا کہ اے خدا ہم کو معاف کر دے ہم تجھ پر ایمان لاتے ہیں۔ان کی یہ فریادیں اور التجائیں رنگ لائیں اور رحیم وکریم خدا تعالیٰ نے ان کو معاف کر دیا اور عذاب سے ان کو بچالیا۔

حضرت یونسؑ کو قوم کی حالت میں اس تبدیلی کی خبر نہ تھی۔اس لئے انہوں نے جب یہ دیکھا کہ وعدے کے مطابق مقررہ دنوں میں قوم پر عذاب نہیں آیا تو بہت حیران ہوئے۔آپ اس بات پر پریشان بھی تھے کہ قوم کے لوگ تو پہلے ہی مجھے جھوٹا کہتے تھے اب جو وعدے کے مطابق عذاب بھی نہیں آیا تو ان کو یقین ہوگیا ہوگا کہ میں واقعی جھوٹا تھا اور خدا تعالیٰ کا نبی نہیں ہوں۔اس بات نے آپ کو غمگین کر دیا اور آپ نے نینوا سے دور چلے جانے کا فیصلہ کرلیا۔تا کہ نینوا کے لوگوں کے سامنے نہ جانا پڑے۔آپ ایک کشتی میں سوار ہوگئے جو ترسیس نامی شہر کی طرف جارہی تھی۔آپ نے کرایہ ادا کیا اور کشتی میں بیٹھ گئے۔ کشتی روانہ ہوگئی اور سمندر میں چلتی ہوئی لمحہ بہ لمحہ نینوا سے دور ہونے لگی۔آپ پیشگوئی کے پورا نہ ہونے کی وجہ سے بہت غمگین تھے اور غالباً اس میں ایک غم اس بات کا بھی ہوگا کہ اب وہ لوگ خدا تعالیٰ سے بالکل غافل ہوجائیں گے اور کھل کر گناہ کریں گے۔جب کہ حقیقت اس کے برعکس تھی۔ بہرحال کشتی چلتی رہی اور آپ سب مسافروں سے الگ تھلگ ایک طرف ہوکر بیٹھ گئے۔ابھی تھوڑا سا سفر ہی طے ہوا تھا کہ سمندر میں تیز ہوائیں چلنا شروع ہوگئیں جس کی وجہ سے کشتی ڈولنے لگی۔یہ طوفان وقت گزرنے کے ساتھ بڑھتا ہی چلا جارہا تھا اور یہ کشتی جس میں حضرت یونسؑ سوار تھے تند وتیز لہروں پر کسی تنکے کی طرح محسوس ہو رہی تھی۔طوفانی موجیں کشتی کو اٹھا اٹھا کر پھینک رہی تھیں اور ایسا لگتا تھا کہ ابھی چند لمحوں میں یہ کشتی ٹوٹ پھوٹ کر غرق ہوجائے گی۔ملاحوں نے کشتی کو سنبھالنے کی بہت کوشش کی لیکن یہ معاملہ ان کے بس سے باہر تھا۔تب انہوں نے اپنے عقیدے کے مطابق یہ سوچا کہ ہمارے ساتھ کشتی میں کوئی ایسا غلام موجود ہے جو اپنے آقا کی اجازت کے بغیر گھر چھوڑ آیا ہے اس کی وجہ سے عذاب ہم پر آرہا ہے اس لئے ہمیں چاہئے کہ اس شخص کوسمندر کے حوالے کردیں تا کہ باقی لوگ بچ سکیں۔

یہ بات سوچ کر انہوں نے قرعہ اندازی کرنے کا فیصلہ کیا اور طے یہ پایا کہ قرعے میں جس مسافر کا نام نکلے گا اسے سمندر کے حوالے کر دیا جائے گا۔قرعہ اندازی ہوئی اور حیران کن طور پر اس میں حضرت یونسؑ کا نام نکل آیا۔حضرت یونسؑ سمجھ گئے کہ یہ خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک ابتلاء ہے جو میری ہی ایک غلطی کی وجہ سے مجھ پر آیا ہے۔آپ نینوا سے بغیر وحی الٰہی کا انتظار کئے نکل آئے تھے اس لئے آپ سمجھ گئے کہ اس کے نتیجے میں یہ مشکل مجھ پر آن پڑی ہے۔

آپ دعاؤں میں لگ گئے اور اپنی کمزوریوں کا اعتراف کر کے خدا تعالیٰ سے مدد مانگنے لگے اور ساتھ ہی آپ نے کشتی والوں کو کہہ دیا کہ اگر خدا تعالیٰ کی یہی مرضی ہے کہ میں سمندر میں پھینک دیا جاؤں تو ٹھیک ہے تم ایسا ہی کرو۔چنانچہ کشتی کے لوگوں نے قرعہ اندازی کے مطابق آپ کوسمندر کے حوالے کر دیا۔

اللہ تعالیٰ اپنے اس نیک بندے یونسؑ کے حالات سے پوری طرح واقف تھا۔اور عذاب اور اس سزا کے طور پر آپ کوسمندر کے حوالے نہیں کروایا تھا بلکہ اس تقدیر سے مقصد یہ تھا کہ آپ کو واپس نینوا پہنچایا جائے اور جو غلطی آپ سے ہوئی تھی اس کے بد اثر کو مٹا دیا جائے۔ساتھ ہی ساتھ آپ کو یہ بھی احساس دلایا جائے کہ آپ نے نینوا سے بغیر اجازت نکل کر غلطی کی تھی۔اسی لئے جونہی آپ سمندر میں گرے اللہ تعالیٰ کے حکم سے ایک بہت بڑی مچھلی نے آپ کو نگل لیا اور آپ صحیح سالم اس مچھلی کے پیٹ میں چلے گئے۔آپ بڑے درد اور الحاح کے ساتھ اپنے خدا تعالیٰ سے دعائیں کررہے تھے اور اس سے مدد مانگ رہے تھے۔اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعاؤں کو قبول کیا اور وہ مچھلی آپ کوسمندر کے کنارے آ کر باہر اگل گئی۔

آپ مچھلی کے پیٹ سے باہر آچکے تھے لیکن ان تمام واقعات نے جو آپ پر گزرے تھے آپ کی صحت پر بہت برا اثر ڈالا تھا۔اور آپ خود کو بیمار محسوس کر رہے تھے تب وہاں اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل اور رحمت کے ساتھ آپ کی صحت کے لئے انتظامات فرمادیئے اور آپ بالکل صحت یاب ہوگئے۔اب آپ پر یہ بات پورے طور پر کھل چکی تھی کہ قوم پر عذاب کیوں نہیں آیا تھا۔چنانچہ وحی الٰہی کے ماتحت آپ ایک مرتبہ پھر نینوا کی طرف روانہ ہوگئے۔

نینوا کے لوگ جو دل سے توبہ کر کے خدائے واحد پر ایمان لے آئے تھے آپ کی واپسی سے بے انتہا خوش ہوئے اور آپ کے تمام دعاوی پر ایمان لے آئے۔ایمان لانے والوں کی تعداد ایک لاکھ سے زائد تھی۔یوں حضرت یونسؑ خدا تعالیٰ کے فضل اور رحمت کے ساتھ یہاں رہنے لگے اور قریباً 31 برس کے بعد یہیں وفات پائی اور اپنے مولائے حقیقی سے جاملے۔

دعا کا تحفہ

اقرار ایمان اور حصول صالحیت کی دعا

قرآن شریف میں یہ دعا اس مخلص اور نیک گروہ سے منسوب ہے جو غیر مذاہب بالخصوص عیسائیت میں سے حق کو شناخت کرنے کے بعد ایمان لائے اور یہ دعا کی۔

رَبَّنَاۤ اٰمَنَّا فَاکۡتُبۡنَا مَعَ الشّٰہِدِیۡنَ ﴿۸۴﴾ وَمَا لَنَا لَا نُؤۡمِنُ بِاللّٰہِ وَمَا جَآءَنَا مِنَ الۡحَقِّ ۙ وَنَطۡمَعُ اَنۡ یُّدۡخِلَنَا رَبُّنَا مَعَ الۡقَوۡمِ الصّٰلِحِیۡنَ ﴿۸۵﴾

(المائدہ: 84-85)

اے ہمارے رب! ہم ایمان لے آئے ہیں پس ہمارا نام بھی گواہوں کے ساتھ لکھ لے۔ اور کہتے ہیں کہ ہمیں کیا ہوگیا ہے ہم اللہ پر اور اس سچائی پر جو ہمارے پاس آئی ہے ایمان نہ لائیں حالانکہ ہم خواہش رکھتے ہیں کہ ہمارا رب ہمیں نیک لوگوں میں داخل کرے۔

(قرآنی دعائیں از خزینۃ الدعا مرتبہ علامہ ایچ ایم طارق ایڈیشن 2014ء صفحہ 5)

مرسلہ: عائشہ چوہدری۔جرمنی

مریم رحمٰن

حیاتِ نور الدینؓ

عشقِ قرآن شریف

قسط 2

حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ فرماتے ہیں: قرآن شریف کے ساتھ مجھ کو اس قدر محبت ہے کہ بعض وقت تو حروف کے گول گول دوائر مجھے زلفِ محبوب نظر آتے ہیں۔ اور میرے منہ سے قرآن کا ایک دریا رواں ہوتا ہے۔ اور میرے سینے میں قرآن کا ایک باغ لگا ہوا ہے۔ بعض وقت تو میں حیران ہو جاتا ہوں کہ کس طرح اس کے معارف بیان کروں۔

(حیات نور صفحہ 516)

مارچ 1913ء میں ایک معزز غیر احمدی میاں محمد اسلم صاحب قادیان تشریف لائے۔ انہوں نے اپنی تحریر میں قادیان کا جو نقشہ کھینچا، اس کا ایک حصہ پیش خدمت ہے۔

میاں محمد اسلم صاحب لکھتے ہیں: اگر حقیقی اسلام قرآن مجید ہے تو قرآن مجید کی صادقانہ محبت جیسی کہ مولوی صاحب موصوف میں میں نے دیکھی ہے اور کسی شخص میں نہیں دیکھی۔ یہ نہیں کہ وہ تقلیداً ایسا کرنے پر مجبور ہے۔ نہیں۔ بلکہ وہ ایک زبردست فیلسوف انسان ہے اور نہایت ہی زبردست فلسفیانہ تنقید کے ذریعہ قرآن مجید کی محبت میں گرفتار ہو گیا ہے۔ کیونکہ جس قسم کی زبردست فلسفیانہ تفسیر قرآن مجید کی میں نے ان سے درس قرآن مجید کے موقعہ پر سنی ہے غالباً دنیا میں چند آدمی ایسا کرنے کی اہلیت اس وقت رکھتے ہوں گے۔ مجھے زیادہ تر حیرت اس بات کی ہوئی کہ ایک اسی سالہ بوڑھا آدمی صبح سویرے سے لے کر شام تک جس طرح لگا تار سارا دن کام کرتا رہتا ہے۔ وہ متحدہ طور پر آج کل کے تندرست و قوی ہیکل دو تین نوجوانوں سے بھی ہونا مشکل ہے۔ میں کام کرنے کے متعلق مولوی صاحب کو غیر معمولی طاقت کا انسان تو نہیں سمجھتا لیکن اپنے فرض کی ادائیگی میں اسے خیر القرون کے قدسی صفت صحابہ کا پورا پیرو کہنے میں اگر منافقت کروں تو یقین میں صداقت کا خون کرنے والا ہو جاؤں۔

(حیات نور صفحہ 612)

قرآنی علوم کی تحصیل کے پانچ ادوار

حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ فرماتے ہیں: ہمارے نزدیک ہم نے ایک راہ کا تجربہ کیا ہے اور وہ یہ ہے کہ انسانی دل میں سچی تڑپ اور پیاس علومِ قرآنی کے حصول کے واسطے پَیدا کر کے تقوٰی تام سے دعائیں کرے اور اِس طرح سے قرآن شریف شروع کرے۔

دَور اوّل: خود تنہا ایک مترجَم قرآن شریف لے کر جس کا ترجمہ لفظی ہو انسان کی اس میں اپنی ملاوٹ کچھ نہ ہو اور اس کے واسطے مَیں شاہ رفیع الدین صاحب علیہ الرحمۃ کا ترجمہ پسند کرتا ہوں لے کر ہر روز بقدر طاقت بلا ناغہ کچھ حصّہ قرآن کا پڑھا کرے اور لفظوں کے معنوں میں غور کرے پھر جہاں آدم اور شیطان کا حال مذکور ہو اپنے نفس میں غور کرے کہ آیا مَیں آدم ہوں یا کہ ابلیس۔ موسٰی ہوں کہ فرعون۔ مجھ میں یہودیوں کے خصائل ہیں یا کہ مسلمانوں کے اور اِسی طرح سے عذاب کی آیات سے ڈرے اور پناہ مانگے اور رحمت کی آیات سے خوش ہو اور اپنے کو رحمت کا مورَد بننے کے واسطے دعائیں کرے۔ ہر روز درود، دعا، استغفار اور لاحَول پڑھ کر شروع کرے اور اِسی طرح ختم کرے۔ اِسی طرح سے دَورِ اوّل ختم کر دیوے اور اس دَور میں ایک نوٹ بُک پاس رکھے مشکل مقامات اس میں نوٹ کرتا جاوے۔

پھر دَورِ دوم شروع کرے اور اس میں اپنی بیوی کو سامنے بٹھا کر سناوے اور یہ جانے کہ قرآن شریف ہم دونوں کے واسطے نازل ہوا ہے بیوی خواہ توجّہ کرے یا نہ کرے یہ سُنائے جاوے اور پہلے دَور کی نسبت کسی قدر بسط کرتا جاوے اور پہلے طریق کی طرح اِس دَور کو بھی ختم کرے اور وہ پہلی نوٹ بُک پاس رکھے اور اسے دیکھتا رہے پھر اِس دَور میں یہ دیکھے گا کہ بہت سے وہ مشکل مقامات جو دَورِ اوّل میں نہیں سمجھتا تھا اِس دَور میں حل ہو جائیں گے۔ اِس دَورِ ثانی کی بھی ایک الگ نوٹ بُک تیار کرے۔

پھر اِسی طرح سے دَورِ ثالث شروع کرے اور گھر کے بچّوں، عورتوں اور پڑوسیوں کو بھی اِس دَور میں شامل کر لے مگر وہ لوگ ایسے ہوں کہ کوئی اعتراض نہ کریں اور پہلی اور دوسری دونوں نوٹ بُکیں اپنے سامنے رکھے اِس طرح اِس دَور میں دیکھے گا بہت سے مُشکلات جو پہلے دونوں دَوروں میں حل نہ ہوئے تھے اِس دفعہ حل ہو جاویں گے۔ اِس دَور کی ایک الگ نوٹ بُک تیار کرے۔

دَورِ ثالث کے بعد چوتھا دَور عام مجمع کے سامنے شروع کرے مگر سامعین ہوں۔ ان کے اعتراضات وغیرہ کے اگر جواب آتے ہوں تو دیتا جاوے ورنہ نوٹ بُک میں نوٹ کرتا جاوے اور ان کے حل کے واسطے اللہ تعالیٰ کے حضور دردِ دل سے دعائیں کرتا رہے

اور پانچواں دَور شروع کر دے اور بِلا امتیاز مسلمان و مشرک، کافر و مومن کو سُنانا شروع کر دے اللہ تعالیٰ کا خاص فضل اور فیضان اس کے شامِل حال ہو گا اور ایک بہت بڑا حِصّہ قرآن شریف کا اسے سکھا دیا جاوے گا۔ اور باریک در باریک حقائق و معارف اور اسرار کلامِ ربّانی اس پر کھولے جاویں گے۔ غرض یہ ہمارا مجرّب اور آزمودہ طریقہ ہے پس جس کو قرآن سے محبّت اور علومِ قرآن سیکھنے کی پیاس اور سچّی تڑپ ہو وہ اِس پر کاربند ہو کر دیکھ لے۔

یاد رکھو کہ قرآن شریف پڑھو اِس لئے کہ اس پر عمل ہو۔ ایسی صورت میں اگر تم قرآن شریف کھول کر اس کا عام ترجمہ پڑھتے جاؤ اور شروع سے اخیر تک دیکھتے جاؤ کہ تم کِس گروہ میں ہو۔ کیا مُنۡعَمۡ عَلَیۡهِمۡ ہو یا مغضوب ہو یا ضالّین ہو اور کیا بننا چاہیئے۔ مُنۡعَمۡ عَلَیۡهِمۡ بننے کے لئے سچّی خواہش اپنے اندر پیدا کرو پھر اس کے لئے دعائیں کرو۔ جو طریق اللہ تعالیٰ نے انعامِ الٰہی کے حصول کے رکھے ہیں ان پر چلو اور محض خدا تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے واسطے چلو۔ اِس طریق پر اگر صرف سُورۃ فاتحہ ہی کو پڑھ لو تو مَیں یقیناً کہتا ہوں کہ قرآن شریف کے نزول کی حقیقت کو تم نے سمجھ لیا اور پھر قرآن شریف کے مطالب و معانی پر تمہیں اطلاع دینا اور اس کے حقائق و معارف سے بہرہ ور کرنا یہ اللہ تعالیٰ کا کام ہے اور یہ ایک صورت ہے مجاہدہ صحیحہ کی۔

(حقائق الفرقان جلد 1 صفحہ 2 تا 4)

قرآنی علوم سے مسلمانوں کے نابلد رہنے کا درد اور غم

حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ فرماتے ہیں: اس وقت کیسی مصیبت کے دن ہیں۔ سات کروڑ کے قریب مسلمان کہلاتے ہیں۔ چھ کروڑ کے کان میں قرآن کبھی نہیں گیا ایک کروڑ ہو گا جو یہ سُنتا ہے کہ قرآن ہے مگر اسے سمجھنے کا موقع نہیں۔ پھر چند ہزار ہیں جو قرآن مجید با ترجمہ پڑھتے ہیں۔ اب یہ دیکھو کہ عمل درآمد کے لئے کِس قدر تیار ہیں۔ مَیں نے ایک بڑے عالم فاضل کو دیکھا جن کا مَیں بھی شاگرد تھا۔ وہ ایک پُرانا عربی خطبہ پڑھ دیتے تھے۔ ساری عمر اسی میں گذار دی اور قرآنِ مجید نہ سُنایا حالانکہ علم تھا، ذہین و ذکی تھے، نیک تھے، دُنیا سے شاید کچھ بھی تعلق نہ تھا۔ پھر ان کی اولاد کو بھی مَیں نے دیکھا وہ بھی اسی خطبہ پر اِکتفا کرتی۔ مَیں نے آنکھ سے روزانہ التزام درس کا کہیں نہیں دیکھا۔

(حقائق الفرقان جلد 1 صفحہ 143-144)

قرآن کریم پر غور کرنے کے لئے عالم فاضل ہونا لازم نہیں

حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ فرماتے ہیں: ایک بار وزیر آباد کے ریلوے سٹیشن پر ایک شخص نے مجھ سے پوچھا کہ قرآن کیونکر پڑھیں۔ صرف ونحو تو آتی نہیں۔ میں نے کہا صرف ونحو کی ضرورت نہیں ہے۔ قرآن شریف میں قَالَ پہلے سے موجود ہے بنانا نہیں پڑتا پھر صرف کی کیا ضرورت ہے۔ رہی نحو۔ قرآن شریف میں زیریں زبریں پہلے سے موجود ہیں۔ پھر اس نے گھبرا کر کہا۔ کہ اچھا معانی بدیع کی ضرورت ہے۔ میں نے کہا کہ وہ امر زائد ہے۔ جب وہ اس سے بھی رُکا تو کہنے لگا۔ کہ کم از کم لغت کی تو ضرورت ہے۔ میں نے کہا کہ اگر تم اپنی ہی بولی پر ذرا غور کر کے قرآن شریف پڑھو تو لغت کی بھی بڑی ضرورت نہیں۔ تم کوئی آیت قرآن شریف کی پڑھو۔ میں تمہیں ترجمہ کر کے دکھا دیتا ہوں۔ خدا کی قدرت ہے اس نے یہ آیت پڑھی قُوۡلُوۡا قَوۡلًا سَدِیۡدًا مَیں نے کہا۔ کیسی صاف بات ہے گلاؤ گلُ سِدّھی۔

(حقائق الفرقان جلد 3 صفحہ 426)

مرض الموت میں بھی درس قرآن جاری رکھنا:

یوں تو حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کی صحت کافی عرصہ سے کمزور چلی آتی تھی لیکن فروری کے دوسرے ہفتہ میں زیادہ گرنا شروع ہو گئی۔ تاہم آپ اس امر کی انتہائی کوشش فرماتے رہے کہ جب تک زبان حرکت کر سکے۔ قرآن کریم کا درس جاری رہنا چاہیئے۔ چنانچہ آپ کے درسوں میں شامل ہونے والے احباب بیان کرتے ہیں کہ جب آپ جنوری 1914ء کے شروع میں بیمار ہوئے تو باوجود بیماری اور کمزوری کے حسب معمول مسجد اقصیٰ میں تشریف لے جا کر ایک توت کے درخت کا سہارا لے کر درس دیتے رہے۔ گو رستہ میں چند مرتبہ ناتوانی کی وجہ سے مقام بھی کر لیتے تھے۔ جب کمزوری بہت بڑھ گئی اور مسجد کی سیڑھیوں پر چڑھنا دشوار ہو گیا تو بعض دوستوں کے اصرار پر مدرسہ احمدیہ کے صحن میں درس دینا شروع فرما دیا۔ ان ایام میں آپ نقاہت کی وجہ سے دو آدمیوں کے کندھوں پر ہاتھ رکھ کر تشریف لاتے تھے اور اسی طریق پر واپس تشریف لے جاتے تھے۔ مگر جب ضعف اور بھی بڑھ گیا اور دوسروں کے سہارے بھی چلنا مشکل ہو گیا تو اپنے صاحبزادہ میاں عبد الحیی صاحب کے مکان میں درس دیتے رہے۔ اور آپ کی ہمیشہ یہ خواہش رہتی تھی کہ اپنے آقا و مطاع آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ کی سنت کے مطابق کھڑے ہو کر درس دیا جائے مگر آخری دو تین ہفتہ جب اٹھنے بیٹھنے کی طاقت نہ رہی تو ڈاکٹروں نے درس بند کر دینے کا مشورہ دیا تو فرمایا کہ قرآن کریم میری روح کی غذا ہے۔ اس کے بغیر میرا زندہ رہنا محال ہے۔ لھذا درس میں کسی حالت میں بھی بند نہیں کر سکتا غالباً انہی ایام کا ذکر کرتے ہوئے ’’الفضل‘‘ لکھتا ہے:

’’ضعف کا یہ حال ہے کہ بغیر سہارے کے بیٹھنا تو درکنار سر کو بھی خود نہیں تھام سکتے۔ اسی حالت میں ایک دن فرمایا کہ بول تو میں سکتا ہوں خدا کے سامنے کیا جواب دوں گا۔ درس کا انتظام کرو کہ میں قرآن مجید سنا دوں۔‘‘

(حیات نور صفحہ 692-693)

آخری وصیت اور درس قرآن

آپؓ کی آخری تحریری وصیت میں بھی درس قرآن جاری رکھنے کی نصیحت موجود ہے۔

آپؓ اس وصیت میں تحریر فرماتے ہیں: میرا جانشین متقی ہو۔ ہر دلعزیز، عالم باعمل، حضرت صاحب کے پرانے اور نئے احباب سے سلوک چشم پوشی درگزر کو کام میں لاوے۔ میں سب کا خیر خواہ تھا وہ بھی خیر خواہ رہے۔ قرآن وحدیث کا درس جاری رہے۔ والسلام۔ نور الدین۔ 4/ مارچ 1914ء

(حیات نور صفحہ 703)

علامہ ایچ ایم طارق

جماعت احمدیہ کے ذریعہ
اسلام کی نشاۃ ثانیہ میں خلافت خامسہ کا عظیم الشان کردار

قسط 1

قارئین الفضل آن لائن کے لئے ایک خصوصی تحریر

اسلام کی نشاۃ ثانیہ الٰہی پیش خبریوں کے مطابق چودھویں صدی کے مجدد مسیح و مہدی موعودؑ کے زمانہ میں مقدر تھی۔حضرت مرزا غلام احمد قادیانیؑ مسیح و مہدی موعود نے 1889ء میں اللہ تعالیٰ کے حکم سے جماعت احمدیہ کی بنیاد رکھی اور 1891ء میں اسلام کی موعودہ ترقی اور نشاۃ ثانیہ کا احاطہ کرنے کے لئے پانچ شاخوں کی بنیاد رکھنے کا اعلان کرتے ہوئے فرمایا کہ ’’اس حکیم و قدیر نے اس عاجز کو اصلاح خلائق کے لئے بھیج کر۔۔۔ دنیا کو حق اور راستی کی طرف کھینچنے کے لئے کئی شاخوں پر امر تائید حق اور اشاعت اسلام کو منقسم کر دیا۔۔۔یہ پانچ طور کا سلسلہ ہے جو خدا تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے قائم کیا۔۔۔خدا تعالیٰ کی نظر میں یہ سب ضروری ہیں اور جس اصلاح کے لئے اس نے ارادہ فرمایا ہے وہ اصلاح بجز استعمال ان پانچوں طریقوں کے ظہور پذیر نہیں ہو سکتی۔‘‘

(فتح اسلام، روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 11-12، 25-26)

اشاعت اسلام کی شاخیں

وہ پانچ شاخیں (i) تالیف و تصنیف (ii) اشتہارات (iii) مہمانان وملاقات (iv) مکتوبات (v) اور مریدین ومبائعین کا سلسلہ ہے۔حضورؑ نے اپنے دور مبارک میں ان شاخوں کے ذریعہ اسلام کی نشاۃ ثانیہ کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ ان اہم بنیادی شعبہ جات کے ذریعہ احسن طور پر کام جاری ہے۔یوں حضرت بانی جماعت احمدیہ نے شجر اسلام کی ان ترو تازہ شاخوں کے پھلنے پھولنے کو جماعت احمدیہ کی ترقی کا ایک پیمانہ قرار دیا۔

خلافت احمدیہ میں پانچ بنیادی شاخوں کا پھیلاؤ اور پھول پھل

حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی وفات کے بعد جماعت میں الٰہی وعدوں کے مطابق خلافت احمدیہ قائم ہوئی جس کے ہر مبارک دور میں اشاعت اسلام کا سلسلہ بدستور بڑھتا چلا جا تا رہا ہے۔حضرت مسیح موعودؑ کے ذریعہ شجر اسلام کی آبیاری کے بعد یہ شاخیں مسلسل پھیلتی اور پھولتی پھلتی جا رہی ہیں اور ایک دیئے سے دوسرا دیا روشن تر ہوتا چلا جا رہا ہے۔تمکنت دین کا یہ سلسلہ خلافت اولیٰ سے خلافت خامسہ تک گزشتہ ایک سو چودہ 114 سالوں پر محیط ہر دور خلافت میں مسلسل ترقی پذیر نظر آتا ہے جو اس حقیقت پر گواہ ہے کہ خلافت احمدیہ اللہ تعالیٰ کے غیر معمولی افضال سے تائید یافتہ ہے۔جس کے نتیجہ میں قافلہ احمدیت شاہراہ غلبہ اسلام پر دن دگنی اور رات چوگنی ترقی کرتے ہوئے دین حق کی شان ظاہر کر رہا ہے۔البتہ خلافت راشدہ سے اس کا ایک اصولی فرق ضرور ہے کہ وہ دور قرون اولیٰ جلالی شان اور دنیوی فتوحات کے ظہور کا زمانہ تھا جبکہ خلفاء احمدیت کا یہ جمالی دور علمی و عملی جہاد کا ایسا زمانہ ہے جس میں قرآنی پرکشش تعلیمات کے حسن کے ساتھ دنیا کو اس طرف کھینچ کر ان کی اشاعت اور اسلامی دلائل کی حجت وغلبہ کے سامان ہو رہے ہیں۔

عہد خلفاء راشدین میں ہونے والی بتدریج ترقی

پس بعد میں آنیوالے خلفاء کے دور میں قرون اولیٰ کے زمانہ میں اور دور حاضر میں زیادہ ترقی اور وسعت کا حاصل ہوجانا کوئی اچنبھا نہیں بلکہ ایک طبعی تدریجی عمل ہے جیسا کہ نبی کریم ﷺ نے رؤیا میں دیکھا کہ میں کنوئیں سے پانی نکال رہا ہوں اتنے میں حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ آگئے اور حضرت ابوبکرؓ نے قریباً دو ڈول پانی کے نکالے اور ان کے پانی کھینچنے میں کچھ کمزوری تھی پھر حضرت عمرؓ نے حضرت ابوبکرؓ سے ڈول لیا تو وہ ان کے ہاتھ میں بڑا ہو گیا اور انہوں نے اسے اتنی قوت سے کھینچا کہ میں نے ان جیسا کوئی جوانمرد بہادر نہیں دیکھا جو اس کی طرح پانی نکالے یہاں تک کہ لوگوں نے اپنے جانوروں کے ریوڑ بھی پانی سے سیراب کر لیے۔

(بخاری کتاب التعبیر باب نَزْعِ الْمَاءِ مِنَ الْبِئْرِ حَتّٰی یَرْوَی النَّاسُ)

اس میں رسول اللہ ﷺ کو خوشخبری دی گئی تھی کہ اسلامی ترقیات کی شان و شوکت حضرت عمرؓ کے دور میں نمایاں ہوگی۔

اسی امر کی وضاحت کرتے ہوئے حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں:

’’جہاں تک ظاہری کامیابیوں اور فتوحات کا تعلق ہے رسول کریم ﷺ کا زمانہ رات سے مشابہت رکھتا تھا اور بعد میں آنے والا زمانہ دن سے مشابہت رکھتا تھا۔چنانچہ دیکھ لو جب رسول کریم ﷺ وفات پا گئے اللہ تعالیٰ نے اسلام کو ظاہری رنگ میں غلبہ دینا شروع کر دیا یہاں تک کہ اسلام کو ایسی طاقت حاصل ہوگئی کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کی آواز جب قیصر سنتا تو ہو اس کو رد کرنے کی طاقت نہیں رکھتا تھا حالانکہ رسول کریم ﷺ کے زمانہ میں یہ حالت تھی کہ آپ کا خط جب اس کے پاس گیا تو اس پر اثر بھی ہوا مگر پھر اپنی قوم سے ڈر گیا اور رسول کریم ﷺ کی بات ماننے کے لئے تیار نہ ہوا۔حضرت عمرؓ کا زمانہ آیا تو آپ کو ابوبکرؓ سے بھی زیادہ رعب حاصل ہوا۔قیصر صرف انکی بات کو سنتا نہیں تھا بلکہ ساتھ ہی ڈرتا بھی تھا کہ اگر میں نے اس کے مطابق عمل نہ کیا تو میرے لئے اچھا نہیں ہوگا اور کسریٰ تو اس وقت بالکل تباہ حال ہو چکا تھا۔عثمانؓ کا زمانہ آیا تو ان کو بھی ایسا دبدبہ اور رعب حاصل ہوا کہ چاروں طرف ان کا نام گونجتا تھا اور ہر شخص سمجھتا تھا کہ مجھے امیر المومنین کے حکم کی اطاعت کرنی چاہیئے۔اب جہاں تک دنیوی اعزاز کا سوال ہے محمد رسول ﷺ کو وہ عزت حاصل نہیں ہوئی جو ابوبکرؓ اور عمرؓ اور عثمانؓ کو حاصل ہوئی مگر پھر بھی یہ لوگ روحانی دنیا کے کے نجوم تھے شمس محمد رسول اللہ ﷺ ہی تھے۔‘‘

(تفسیر کبیر جلد 9 صفحہ 339-340)

خلافت خامسہ کا عہد آفریں اور انقلاب انگیز دور اب تک قریباً اکیسویں صدی کی ابتدائی دو دہائیاں اپنے اندر سمیٹ چکا ہے اور اس لئے بھی خاص اہمیت کا حامل ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ کے الہامات ’’انی معک یا مسرور‘‘ اور ’’وہ بادشاہ آیا‘‘ اس دور میں نئی شان اور آن بان کے ساتھ ہم اپنی آنکھوں سے پورے ہوتے دیکھ رہے ہیں۔

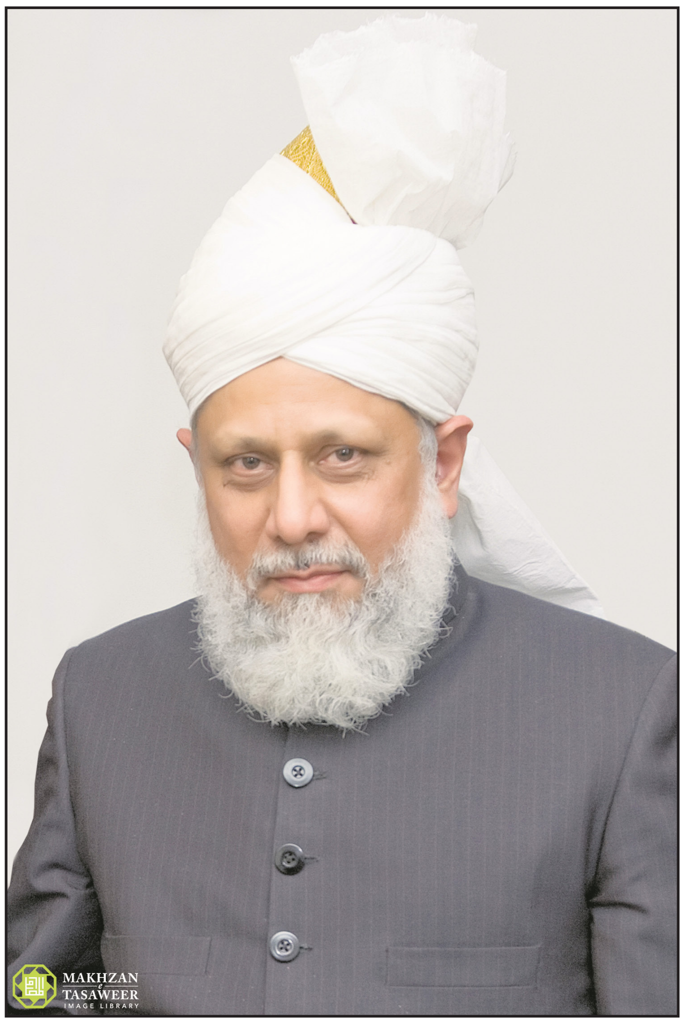

اس تاریخ ساز عہد کی غیر معمولی ترقیات اور شاندار وسعتوں کا مکمل احاطہ کرنا کسی ایک مضمون میں ممکن نہیں۔آنے والے مؤرخ اس زمانہ کا ذکر فخر سے کیا کریں گے۔ان شاء اللہ۔

لہٰذا زیر نظر مضمون خلافت خامسہ کے بابرکت دور میں اشاعت اسلام کی پانچ شاخوں پر عالمگیر جماعت احمدیہ کی شاندار کاوشوں کا محض ایک طائرانہ جائزہ ہے تا کہ خلافت حقہ احمدیہ اور اس کی برکات پر یقین رکھنے والے احباب کیلئے از دیاد ایمان کا موجب ہو اور وہ شکر نعمت ادا کر کے آئندہ جلد نازل ہونیوالے خدا کے افضلوں اور رحمتوں کے امیدوار اور وارث ہوں۔

چنانچہ بابرکت دور کے جملہ جلسہ ہائے سالانہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بھی دیگر خلفائے سلسلہ کی طرح تحدیث نعمت کے طور پر دنیا کے سامنے ان برکات اور افضال الٰہی کا مسلسل ذکر فرماتے رہے جیسا کہ خود حضرت بانی جماعت احمدیہ نے فرمایا تھا:

ہوا میں تیرے فضلوں کا منادی
فسبحان الذی اخزی الاعادی

(یعنی پاک ہے وہ ذات جس نے دشمنوں کو رسوا کیا)

پس حضرت مسیح موعودؑ کے زمانہ میں جس طرح دشمن آپ کی کامیابیاں دیکھ کر شرمسار اور ذلیل ہوئے آج بھی معاندین خلافت احمدیہ کی ترقیات دیکھ کر دم بخود اور سرنگوں ہیں۔

ع قادر کے کاروبار نمودار ہو گئے

اشاعت دین کی پہلی شاخ۔تالیف وتصنیف

حضرت اقدس مسیح موعودؑ نے 1891ء فرمایا تھا:

’’منجملہ ان شاخوں کے ایک شاخ تالیف وتصنیف کا سلسلہ ہے۔‘‘

(فتح اسلام، روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 12)

حضرت مسیح موعودؑ کے بعد بھی ہر دور خلافت میں اسلام کی نشاۃ ثانیہ کی خاطر تالیف وتصنیف کی شاخ پر خصوصی توجہ دی گئی ہے۔

خلافت خامسہ کے بابرکت دور میں اس شاخ کی عظیم الشان ترقی کا

مختصر جائزہ ہی حیران کن ہے کہ وہ کتب جن کی اشاعت کا آغاز چند ہزار سے ہوا۔ آج خدا کے فضل سے اس کی تعداد لاکھوں میں پہنچ چکی ہے۔

احمدیہ رقیم پریس اور دنیا میں اس کی شاخیں

اکیسویں صدی میں خلافت خامسہ کے آغاز پر پریس میں ایک الیکٹرانک اور ڈیجیٹل انقلاب برپا ہوا اور اس دور میں اعلائے کلمہ اسلام کے لئے جماعتی لٹریچر کی اشاعت کی ایک الگ شان نظر آتی ہے۔ جماعت کے مرکزی رقیم پریس کا آغاز اسلام آباد برطانیہ میں 1987ء میں ہوا پھر اس کی شاخیں دنیا کے مختلف ممالک میں قائم ہونے لگیں۔

آج دنیا کے مختلف حصوں میں جدید سہولتوں سے آراستہ ایک درجن 12 کے قریب ممالک میں جماعت کے اپنے پریس قائم ہیں جن کے ذریعہ ہر سال لاکھوں کتب کی اشاعت ہوتی ہے۔ برطانیہ کے علاوہ بھارت کے مرکزی پریس فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں جدید پرنٹنگ و بائینڈ نگ کی مشینری موجود ہے جس میں فورکلرمشین کے ساتھ ساتھ سنگل کلر پرنٹنگ کی کئی مشینیں ہیں۔ اور پلیٹ میکنگ اور بائیڈنگ کی جدید مشینری موجود ہے اور طباعت کے تمام کام جماعتی پریس میں سرانجام دے کر کتب پوری دنیا میں بھجوائی جاتی ہیں۔

پھر افریقہ کے ممالک گھانا میں بھی جماعت کے ایسے پریس موجود ہیں۔ خلافت خامسہ میں جماعتی پریس میں ترقی کی ایک جھلک پیش ہے۔

عمارات پریس میں توسیع

خلافت خامسہ کے آغاز سے ہی گھانا، نائیجیریا، گیمبیا، سیرالیون، آئیوری کوسٹ اور تنزانیہ میں جماعتی پریس کام کر رہے تھے۔ لٹریچر کی اشاعت کے کام میں وسعت کی وجہ سے پریسوں کی عمارتیں چھوٹی پڑ گئیں چنانچہ ان کی نئی تعمیر کے ذریعہ کشائش پیدا کی گئی۔ ان کے علاوہ کینیا، گیمبیا اور بینن میں بھی ایسے پریس لگائے گئے۔

جدید مشینری اور دیگر سہولیات سے آراستہ پریس اور ان کی کارکردگی

پھر یہ پریس جدید مشینری اور دیگر سہولیات سے آراستہ کئے گئے۔ چنانچہ 2019ء میں ہی صرف گھانا کے پریس میں چھ 6 جدید کمپیوٹرائزڈ مشینوں کی تنصیب کی گئی ہے جس کے بعد اپنے علاقے کا یہ جدید ترین پریس جماعتی ضروریاتِ طباعت میں خودکفیل ہے۔ بلکہ حکومتی ادارے بھی ان پریس سے کام کرواتے ہیں۔ ایک مرتبہ وزیر داخلہ تنزانیہ نے افریقی ممالک کے وزراء کی ایک میٹنگ کے لئے کوئی ضروری رپورٹ کتابی صورت میں پرنٹ کروانی تھی میٹنگ سے صرف ایک روز پہلے انہوں نے گورنمنٹ پریس کے علاوہ مختلف پریسوں سے بھی پوچھا مگر سب نے انکار کر دیا۔ جماعتی پریس نے راتوں رات وہ شائع کر دی، اسی طرح ملکی قومی اخبارات بھی ان پریس سے شائع ہوتے ہیں۔

بورکینا فاسو کے نورالاسلام پرنٹنگ پریس کا اعلیٰ معیار دیکھ کر بعض دوسری کمپنیوں نے بھی یہاں سے کام کروانا شروع کر دیا ہے۔ ایئر فرانس (Air France) کی کمپنی کے ڈائریکٹر نے جماعت کے نام ایک خط میں تحریر کیا کہ اگر بورکینا فاسو میں اس معیار کی طباعت ہو سکتی ہے تو ہمیں آئندہ سے اپنے طباعت کے کاموں کے لئے پیرس جانے کی ضرورت نہیں ہے۔ اور اب اللہ کے فضل سے وہ اپنے کام جماعت کے پریس سے کروا رہے ہیں۔

اسی طرح سیرالیون میں اقوام متحدہ کے ادارے یونیسیف (Unicef) نے بچوں کی بہت ساری کتابیں جماعتی پریس سے چھپوائی ہیں۔

جماعتی پریسوں سے شائع شدہ جماعتی لٹریچر کا 19 سالہ جائزہ

(i) خلافت خامسہ میں سالانہ کتب کی اشاعت کے حوالہ سے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنی تقاریر جلسہ سالانہ برطانیہ میں گیارہ 11 سالوں میں ہی کل اٹھانوے لاکھ 9800000 سے زائد کتب کی اشاعت کا ذکر فرمایا ہے جس کی سالانہ اوسط تقریباً نو لاکھ 900000 بنتی ہے جبکہ عہد خلافت خامسہ کے 19 سالہ دور میں جماعتی پریس سے جماعتی کتب کی اشاعت کی اوسطاً تعداد اس سے کہیں زیادہ ہے۔ اسی طرح لیف لیٹس اور اشتہارات کی لاکھوں کی تعداد اس کے علاوہ ہے۔ جس کا تفصیلی ذکر آگے ہوگا۔

(ii) خلافت خامسہ کے اب تک کے انیس 19 سالہ دور میں انیس 19 نئی زبانوں میں قرآن کریم کے تراجم و مختصر تفسیری نوٹس کی اشاعت ہوئی ہے۔ جبکہ اب تک جماعت کے ذریعہ شائع شدہ تراجم قرآن کی کل تعداد چھہتر 76 ہو چکی ہے۔

(iii) اکناف عالم میں اشاعت اسلام کی خاطر اس وقت دنیا کی نو 9 مختلف زبانوں عربی، فرنچ، ٹرکش، رشین، بنگلہ، چینی، انڈونیشین، سواحیلی، سپینش میں مرکزی ڈیسک قائم ہیں جن کے ذریعہ دن رات جماعتی لٹریچر کے ترجمہ کا کام جاری ہے۔ انٹرنیشنل عربک انگلش ٹرانسلیشن ڈیسک الگ قائم ہے جس کے ذریعہ انگریزی سے عربی میں لٹریچر کے ترجمہ کا کام ہو رہا ہے۔ دنیا میں تین ارب سے زائد آبادی یہ نو 9 زبانیں بولتی ہے۔

مختلف ممالک اپنی علاقائی زبانوں میں بھی جماعتی لٹریچر کی اشاعت کرتے ہیں۔ سال 2021ء کی رپورٹ کے مطابق خلافت خامسہ کے صرف ایک سال میں انتالیس 39 علاقائی زبانوں میں چھتیس لاکھ اٹھاسی ہزار 3688000 کی تعداد میں مختلف جماعتی کتب و لٹریچر کی اشاعت ہوئی۔ اس سے گزشتہ دو دہائیوں میں شائع ہونے والی کتب کا اندازہ کیا جا سکتا ہے۔ اس لٹریچر میں انگریزی، اردو اور عربی کے علاوہ بنگلہ، البانین، بوسنین، لتھوینین، لیٹوین، سواحیلی، کرونڈی وغیرہ جیسی بہت ساری علاقائی زبانیں شامل ہیں۔

اشاعت دین کی دوسری شاخ۔ اشتہارات

حضرت اقدس مسیح موعودؑ نے 1891ء میں فرمایا تھا:

”دوسری شاخ اس کارخانہ کی اشتہارات جاری کرنے کا سلسلہ ہے جو حکم الٰہی حجت کی غرض سے جاری ہے اور اب تک بیس ہزار 20000 سے کچھ زیادہ اشتہارات اسلامی حجتوں کو غیر قوموں پر پورا کرنے کے لئے شائع ہو چکے ہیں اور آئندہ ضرورت کے وقتوں میں ہمیشہ ہوتے رہیں گے۔“

گویا حضرت مسیح موعودؑ کے دعویٰ کے ابتدائی تین سالوں میں اس وقت اپنی توفیق کے مطابق بیس ہزار 20000 اشتہار شائع کر کے بھی جماعت کتنی خوشی محسوس کرتی تھی آج ان کی تعداد لاکھوں سے بڑھ کر کروڑوں میں پہنچ چکی ہے۔

اشاعت اسلام کی یہ شاخ اشتہارات پھلتے پھولتے ہوئے خلافت خامسہ کے بابرکت دور میں درج ذیل مزید پانچ 5 شاخوں میں تقسیم ہو کر اپنے بے شمار شیریں پھل دے رہی ہے۔

(i) اشتہارات

تبلیغ احمدیت کا یہ ذریعہ اشتہارات یعنی لیف لٹس اور پمفلٹس کی صورت میں ہر دور خلافت میں مسلسل ترقی پذیر رہا ہے جو ایک سو چونتیس 134 سال بعد خلافت خامسہ کے بابرکت دور میں لاکھوں سے بڑھ کر کروڑوں کی تعداد میں داخل ہو چکا ہے جو حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی ذاتی توجہ اور اس بابرکت تحریک کا مرہون منت ہے، آپ نے صد سالہ خلافت جوبلی کے موقع پر جماعتی تعارف پر مشتمل اشتہارات ہر ملک کی آبادی کے کم از کم دس 10 فیصد حصہ تک پہنچانے کے لئے ارشاد فرمایا تھا جس کے نتیجہ میں دنیا کی مختلف زبانوں میں کروڑوں کی تعداد میں جماعت کے تعارف پر مشتمل اشتہارات کے ذریعہ کروڑہا افراد تک اسلام احمدیت کا پیغام پہنچ چکا ہے۔

سال 2021ء کی رپورٹ کے مطابق صرف ایک سال میں ہی ایک سو تین 103 ممالک میں مجموعی طور پر انہتر لاکھ چوراسی ہزار 6984000 لیف لٹس تقسیم کیے گئے جن کے ذریعہ ایک کروڑ اڑسٹھ لاکھ سے زائد افراد تک پیغام پہنچایا گیا۔ بعض ممالک خصوصاً سپین میں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کی ذاتی نگرانی میں یہ کام ٹھوس بنیادوں پر ہوا جب حضور انور نے 2014ء سے جامعہ برطانیہ سے فارغ التحصیل ہونیوالی کلاس کے سپرد سپین میں جا کر تقسیم اشتہارات کی یہ ذمہ داری کی۔ دو سال بعد جامعہ احمدیہ جرمنی کے فارغ التحصیل مربیان بھی اس اہم کا حصہ بن گئے جنہوں نے 2019 میں کرونا کی وبا پھیلنے تک لاکھوں اشتہارات سپین کے پورے ملک میں تقسیم کیے اور وہاں امن کے سفیر مشہور ہوئے بعض دوکانداروں نے تو یہ فولڈر تقسیم کرنے کے لئے اپنے سٹورز پر رکھنے شروع کر دیئے۔ سپین کے ترپن 53 صوبوں میں سے اکثر کے گورنرز نے اس تقسیم اشتہارات کے بعد امیر جماعت احمدیہ سپین اور دیگر عہدیداران کے ساتھ میٹنگ کر کے اس کام کو سراہا اور اشاعت اسلام کی یہ مہم بہت کامیاب رہی اسی طرح دیگر ممالک میں بھی حضور انور کی ہدایات کے مطابق تقسیم اشتہارات کا کام پہلے سے کئی گنا بڑھ گیا۔

(ii) اخبارات و رسائل

دنیائے صحافت کا ایک شعبہ اخبارات اور رسائل ہیں چنانچہ جماعت کی آفیشل ویب سائٹ پر پندرہ 15 کے قریب اخبارات اور رسائل موجود ہیں جن کے ذریعہ اسلام کی اشاعت کا کام جاری ہے دیگر اخبارات میں بھی جماعتی مضامین کی اشاعت ہوتی رہتی ہے چنانچہ تازہ رپورٹ کے مطابق صرف ایک سال میں مجموعی طور پر دو ہزار ایکیس 2021 اخبارات نے تین ہزار دو سو چوہتر 3274 جماعتی مضامین اور آرٹیکلز شائع کیے جن کے ذریعہ تقریباً تینتیس کروڑ سے زائد افراد تک پیغام پہنچایا گیا۔

اخبارات کا ذکر ہو اور دنیا بھر میں اردو صحافت میں سب سے قدیم اخبار الفضل کا ذکر نہ ہو تو مضمون ادھورا رہ جائے گا۔ پاکستان میں الفضل پر بعض جبری پابندیوں کے بعد اب یہ لندن سے آن لائن جاری ہے جس کی سرکولیشن لاکھوں میں ہے۔ الفضل انٹرنیشنل اس کے علاوہ ہے۔

ماس میڈیا (Mass Media)

اشتہارات دنیائے صحافت کا ایک شعبہ ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا تھا کہ دور حاضر کی ایجادات پریس وغیرہ اور رسل و رسائل کے جملہ

وسائل و انتظامات در اصل تو اسلام کی اشاعت کی خاطر ہیں۔

(ملخص از تحفہ گولڑویہ صفحہ 99-100)

اکیسویں صدی میں خلافت خامسہ کے عہد سعادت میں صحافت نے ماس میڈیا کی صورت اختیار کر لی ہے۔ ماس میڈیا کے دیگر ذرائع مثلاً ٹی وی اور ریڈیو چینلز کے ذریعہ بھی تبلیغ احمدیت اور اشاعت اسلام کا کام جاری و ساری ہے۔

(iii) ریڈیو چینلز

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے اپنی خلافت کے آغاز میں ایک احمدیہ ریڈیو سٹیشن کے قیام کی خواہش ظاہر کی تھی۔ خلافت خامسہ میں خدا کے فضل سے جماعت احمدیہ کے ریڈیو سٹیشن کی تعداد ستائیس 27 ہو چکی ہے جن کے ذریعہ اشاعت اسلام کا کام مسلسل جاری ہے۔

اسی بابرکت عہد میں 7 فروری 2016ء کو وائس آف اسلام ریڈیو سٹیشن کا آغاز بھی جماعتی میڈیا میں ایک مفید اضافہ اور سنگ میل ثابت ہوا ہے جس کی نشریات 24 گھنٹے جاری رہتی ہیں۔ اور اس کے ذریعہ خلافت خامسہ کے گزشتہ چھ 6 سالوں میں ہر سال لاکھوں لوگوں تک اسلام کا پیغام پہنچ رہا ہے۔

(iv) ٹی وی چینلز

خلافت خامسہ کے آغاز میں ایم ٹی اے کا ایک چینل جاری تھا اب اللہ کے فضل سے مسلم ٹی وی احمدیہ (MTA) برطانیہ کے آٹھ ٹی وی چینلز چوبیس گھنٹے نشریات پیش کر رہے ہیں ان پر سترہ 17 مختلف زبانوں میں رواں تراجم نشر کیے جاتے ہیں۔ جن میں انگریزی، عربی، فرانسیسی، جرمن، بنگلہ، سواحیلی، افریقن، انگریزی، انڈونیشین، ترکی، بلغارین، بوزنین، ملیالم، تامل، روسی، پشتو، ہسپانوی اور سندھی زبانیں شامل ہیں۔

دیگر ریڈیو و ٹی وی چینلز

آجکل صرف ریڈیو چینلز کے ذریعہ بھی کروڑوں افراد تک پیغام احمدیت تک پہنچ رہا ہے۔ جماعت کے اپنے چینلز کے علاوہ انہتر 69 ممالک میں دیگر ٹی وی اور ریڈیو چینلز پر اسی ایک سال میں پانچ ہزار اڑسٹھ 5068 ٹی وی پروگراموں کے ذریعہ ایک ہزار آٹھ سو ستہتر 1877 گھنٹے جماعت کے لئے وقت ملا۔

ریڈیو سٹیشنز کے ذریعہ بھی سینتالیس ہزار آٹھ سو 47800 گھنٹے پر مشتمل دس ہزار آٹھ سو اکتیس 10831 پروگرام نشر ہوئے۔ ایک محتاط اندازے کے مطابق دیگر چینلز کے ذریعہ صرف ایک سال میں تینتیس 33 کروڑ سے زائد افراد تک جماعت کا پیغام پہنچایا گیا۔

(v) ویب سائیٹ اور بلاگ

دور حاضر میں ویب سائیٹ یا بلاگ نے کافی اہمیت حاصل کی ہے۔ جماعت کی آفیشل ویب سائیٹ alislam.org کا آغاز 1995ء میں ہوا تھا۔ جس پر انگریزی زبان میں تین سو سولہ 316 اور اردو زبان میں ایک ہزار 1000 کتب موجود ہیں نیز اس ویب سائیٹ کی شاخیں چالیس 40 سے زائد مختلف زبانوں میں بھی قائم ہیں۔

اشاعت دین کی تیسری شاخ

آمد مہمانان اور ملاقاتیں

حضرت اقدس مسیح موعودؑ نے 1891ء میں فرمایا تھا:

’’تیسری شاخ اس کارخانہ کی واردین اور صادرین اور حق کی تلاش کے لئے سفر کرنے والے اور دیگر اغراض متفرقہ سے آنیوالے ہیں جو اس آسمانی کارخانہ کی خبر پا کر اپنی اپنی نیتوں کی تحریک سے ملاقات کے لئے آتے رہتے ہیں۔ ۔ ۔ چنانچہ ان سات برسوں میں ساٹھ ہزار سے کچھ زیادہ مہمان آئے ہوں گے۔‘‘ (فتح اسلام، روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 14)

ہر خلیفہ وقت کی طرح حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی شبانہ روز مصروفیات کا ایک پہلو افراد جماعت اور دیگر اغراض سے آنیوالے غیر از جماعت و دنیا بھر سے باثر افراد سے ملاقات کا ہے جو پہلے سے کہیں بڑھ چکا ہے ہزاروں احمدی خاندان و دیگر غیر از جماعت نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ سے بالمشافہ ملاقات کا شرف حاصل کیا ہے۔ جس میں ہر سال جلسہ سالانہ برطانیہ پر آنیوالے روحانی پرندوں کے علاوہ دوران سال آنیوالے وہ مخلصین بھی شامل ہیں جن میں سے بعض کینیڈا کی طرح اپنے ممالک سے پورا جہاز چارٹرڈ کر کے آ چکے ہیں۔

خاکسار کی طرح حضور انور کا ہر ملاقاتی نہ صرف ذاتی طور پر تجربہ رکھتا ہے بلکہ اس بات کا عینی شاہد ہے کہ حضور انور سے ملاقات کر کے باہر آنیوالے افراد اتنے شاداں و فرحاں ہوتے ہیں اور ان کے چہرے اتنے ہشاش بشاش اور دل مسرتوں سے معمور و مسرور ہوتے ہیں کہ جیسے دنیا جہان کی نعمت انہیں نصیب ہوگئی۔ یہ بات دراصل مومنوں کی ایمانی بشاشت اور خلافت کی روحانی برکت اور نورانی تجلی سے تعلق رکھتی ہے۔

کیا ہے کوئی دنیا میں خوشیاں بانٹنے والی اس خلافت مسیح و مہدی کی کوئی نظیر!

الغرض حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی افراد جماعت سے ملاقات نہ صرف ازدیاد ایمان کا باعث بنتی ہے بلکہ ان کی زندگیوں کی کایا پلٹ کے رکھ دیتی ہے۔ ایسی سربرآوردہ باثر ملکی یا بین الاقوامی شہرت کی حامل شخصیات جو حضور انور سے ملاقات کے لئے آئیں ان کی طویل فہرست کی یہاں گنجائش نہیں۔

الغرض ہر طبقہ فکر کے لوگ حضور انور سے ملنے اور راہنمائی حاصل کرنے کے لئے آتے رہتے ہیں ان میں مختلف ممالک کے سیاسی راہنما اور مختلف چرچوں کے مذہبی لیڈر وغیرہ بھی شامل ہوتے ہیں۔

مہمانان کے قیام وطعام اور مہمان نوازی کے لئے نہ صرف لندن میں بلکہ دنیا کے ہر ملک میں جہاں نظام جماعت موجود ہے مہمان خانے بھی قائم ہیں، تاہم سب سے بڑھ کر ایسے مہمانان کی آمد کا سلسلہ مسکن خلافت برطانیہ میں جاری رہتا ہے 2019ء تک جلسوں وغیرہ کے لئے پہلے بیت الفضل لندن میں اور اس کے بعد اسلام آباد ٹلفورڈ میں جمع ہونے والے ایسے مہمانان کی تعداد ہزاروں تک پہنچ چکی ہے۔ اور ساری دنیا میں ہونیوالے جلسہ ہائے سالانہ اور دیگر جماعتی تقاریب میں ایسے مہمانان حضرت مسیح موعودؑ کی تعداد سالانہ لاکھوں سے بھی تجاوز کرتی ہے، جن کی حضرت مسیح موعودؑ کی بعثت کے ابتدائی سالوں میں دس ہزار سالانہ کی اوسط تعداد پر بھی ہم خوش تھے۔ فَالْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذَالِکَ

مہمانان کے لئے توسیع عمارت

اس وقت دنیا بھر میں مہمانان مسیح موعودؑ کے لئے توسیع مکانات ایک خوبصورت نظارہ پیش کر رہی ہے۔ یہ توسیع خاص طور پر برطانیہ، امریکہ، کینیڈا، جرمنی، پاکستان اور بھارت میں جاری رہی لیکن خاص طور پر مرکز اولین قادیان میں جو توسیع خلافت خامسہ میں اللہ تعالیٰ کی تقدیر سے ظاہر ہوئیں اس کی مثال پہلے نہیں ملتی۔

اولین مرکز سلسلہ قادیان کی ترقی اور توسیع و تجدید

حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے جماعت کی ترقی کے ساتھ آپ کی پسماندہ بستی قادیان کی ترقی کا بھی وعدہ الٰہی ہے جسے حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے دعوۃ الامیر میں صداقت احمدیت کی دلیل کے طور پر پیش فرمایا ہے۔ حضرت بانیٔ جماعت احمدیہؑ کو قادیان کے کسمپرسی کے زمانہ میں 1882ء میں الہام ہوا کہ ’’وسع مکانک‘‘ یعنی اپنے مکان وسیع کرو۔ حضور نے اس وقت کی مالی توفیق کے مطابق صرف تین چھپر ہی بنوا سکے۔ اس کے بعد مختلف ادوار میں اس ارشاد کی تعمیل میں قادیان کے عمارات کی توسیع و تجدید ہوتی رہی۔ اللہ تعالیٰ کی شان اور تقدیر ہے کہ خلافت رابعہ کے دور میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے دورہ 1991ء کے بعد پھر اس سلسلہ کا آغاز ہوا اور 2005ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کے دورہ کے بعد تو قادیان میں ایسی شاندار توسیع و تجدید ہوئی جس کی مثال اس سے پہلے نہیں ملتی۔

2009ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے قادیان میں توسیع عمارات کا نہایت اختصار سے یہ ذکر فرمایا تھا کہ ’’1991 میں جب حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے دورہ کیا تو اس دورہ کے بعد وَسِّعْ مَکَانَکَ کا پھر ایک نیا دور شروع ہوا۔ جہاں احمدیوں کے مکانوں میں بھی جماعتی عمارات میں بھی خوب اضافہ ہوتا چلا گیا۔ پھر 2005 میں میرے دورے کے بعد اللہ تعالیٰ نے مزید توفیق عطا فرمائی کہ قادیان میں جماعتی عمارات میں وسعت پیدا ہوئی اور جماعتی مرکزی عمارات کے علاوہ آسٹریلیا، امریکہ، انڈونیشیا، ماریشس وغیرہ نے وہاں اپنے بڑے بڑے وسیع گیسٹ ہاؤسز بنائے۔ جماعتی طور پر ایم ٹی اے کی خوبصورت بلڈنگ اور دفتر نشر و اشاعت بن گیا کتب کی سٹور بھی اس میں مہیا کئے گئے ہیں۔ بڑے بڑے ہال بنائے گئے ہیں۔ دومنزلہ نمائش ہال بنایا گیا۔ ایک بڑی وسیع تین منزلہ لائبریری بنائی گئی ہے۔ فضل عمر پریس کی تعمیر ہوئی۔ لجنہ ہال بنا۔ ایک تین منزلہ گیسٹ ہاؤس

مرکزی طور پر بنایا گیا۔لنگر خانہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی مزید توسیع ہوئی اور نئے بلاک ہے اور اس طرح بے شمار نئی تعمیر اور توسیع ہوئی ہے اور سب سے بڑھ کر یہ کہ مسجد اقصیٰ میں توسیع کی گئی ہے۔ جس میں صحن سے پیچھے ہٹ کے تقریباً تین منزلہ جگہ مہیا کی گئی ہے اور اس میں جو نئی جگہ بنی ہے اس میں تقریباً پانچ ہزار نمازی نماز پڑھ سکتے ہیں۔ اس طرح قادیان میں کئی دوسری مساجد کی تعمیر ہوئی اور سب کی تفصیل کا تو بیان نہیں ہوسکتا اور نہ بغیر دیکھے اس وسعت کا اندازہ کیا جا سکتا ہے جو ان نئی تعمیرات کی وجہ سے وہاں قادیان میں ہو رہی ہے۔ یہ چند تعمیرات جن کا میں نے ذکر کیا ہے یہ گزشتہ تین چار سال کے عرصہ میں ہوئی ہیں تو یہ ہے اللہ تعالیٰ کا وعدہ پورا کرنا کہ ہر روز ہم اس الہام کی شان دیکھ رہے ہیں اور نہ صرف قادیان میں بلکہ دنیا میں ہر جگہ حتی کہ پاکستان میں بھی نامساعد حالات کے باوجود اللہ تعالیٰ توفیق دے رہا ہے۔ ہمارے مخالفین سے کس طرح اللہ تعالیٰ نے مواخذہ کرنا ہے یہ تو اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے۔لیکن جہاں تک اس کے وَسِّعۡ مَکَانَکَ کا سوال ہے اللہ تعالیٰ ہر روز ہمیں ایک شان سے اسے پورا ہوتا دکھا رہا ہے۔‘‘

(خطبہ جمعہ 12 جون 2009ء)

عہد خلافت خامسہ میں قادیان میں ہونیوالی یہ توسیع اتنی غیر معمولی ہے کہ اس کا صحیح اندازہ کرنے کے لئے کسی قدر تفصیل ضروری ہے جن میں پہلے تعمیرات نو کا ذکر ہو گا۔

دارالضیافت قادیان کی تعمیر نو

دارالضیافت قادیان کی عمارت کو حضور انور کی راہنمائی سے مختلف مراحل میں از سر نو تعمیر کیا گیا ہے۔ 2008ء میں ایک پورشن کی از سر نو تعمیر کی گئی۔ سن 2014ء میں دارالضیافت میں دو منزلہ ٹائلٹ بلاک تعمیر کیا گیا۔ پھر 2017ء میں دارالضیافت کے بقیہ حصہ کی از سر نو تعمیر کی گئی۔جس میں اب اکیالیس 41 کمرے مہمانوں کے قیام اور سہولت کی رہائش کے لئے موجود ہیں۔

تعمیر نو سرائے وسیم

2009 میں مہمانوں کی رہائش کے لئے قادیان میں ایک تین منزلہ عمارت سرائے وسیم بھی تعمیر کی گئی ہے۔جس میں پنتیس 35 کمرے، ڈائننگ ہال، ڈرائینگ ہال، کانفرنس روم، سٹنگ رومز وغیرہ شامل ہیں۔ ۔جلسہ سالانہ، اجتماعات، شوریٰ اور دیگر اہم مواقع پر یہ گیسٹ ہاؤس استعمال ہوتا ہے۔

تعمیر نو سرائے خدمت

2005ء میں خدام الاحمدیہ کی طرف سے سرائے خدمت کے نام سے دو منزلہ وسیع ہال پر مشتمل اس عمارت کی تعمیر کی جسکی رینوویشن 2018ء میں مکمل ہوئی اور دو منزلہ ٹائلٹ بلاک علیحدہ سے تعمیر کیے گئے۔

آسٹریلیا گیسٹ ہاؤس، ماریشس گیسٹ ہاؤس، میانمار (برما)، انڈونیشیا گیسٹ ہاؤس کی تعمیر نو

خلافت خامسہ کے بابرکت دور میں جلسہ سالانہ کے مہمانوں کی ضروریات کے لیے آسٹریلیا، ماریشس، میانمار (برما) کی جماعتوں کو اپنے ممالک کے گیسٹ ہاؤسز بنانے کی توفیق ملی۔ آسٹریلیا کا گیسٹ ہاؤس 2009ء اور رینوویشن 2018ء میں ہوئی۔ ماریشس گیسٹ ہاؤس کا گراؤنڈ فلور 2005ء میں اور فرسٹ فلور 2008ء میں تعمیر کیا گیا اور 2018ء میں

اس کی رینوویشن ہوئی۔ برما کے گیسٹ ہاؤس کی تعمیر 2017ء میں ہوئی۔ انڈونیشیا جماعت کا زیر تعمیر گیسٹ ہاؤس اس سال پایہ تکمیل کو پہنچ رہا ہے۔

حضور اقدس کے دور میں ہی امریکا، جرمنی، یو کے اور کینیڈا کے گیسٹ ہاؤسز کی مکمل رینوویشن کی گئی۔ اب اس عمارت میں نصرت گرلز اسکول واقراء کنڈرگارٹن جاری ہیں۔

اسی طرح احاطہ گیسٹ ہاؤس میں ہی پچاس 50 ٹائلٹس پر مشتمل Toilet Block کی تعمیر بھی 2018ء میں مکمل ہوئی۔

تعمیر نو سرائے طاہر

سرائے طاہر (جامعہ احمدیہ) کی عمارت کا افتتاح سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 2005ء میں فرمایا تھا جسے مکرم ڈاکٹر حمید الرحمن صاحب آف امریکا نے اپنے خرچ پر تعمیر کروایا۔ اس میں اب جامعہ احمدیہ قائم ہے۔آج کل رینوویشن کے ذریعہ اسے طلباء کی کلاسز و رہائش کے اعتبار سے مزید بہتر بنایا جارہا ہے۔

روٹی پلانٹ اور لنگرخانوں کا قیام

حضرت مسیح موعودؑ کو الہام ہوا تھا ’’یہ نان تیرے اور تیرے ساتھ کے درویشوں کے لیے ہے۔‘‘ مہمانان حضرت مسیح موعودؑ کے لیے روٹی کے انتظام کے لیے قادیان میں روٹی پلانٹ بھی لگایا گیا ہے۔ لبنان سے روٹی پکانے کی Automatic مشین لا کر نصب کی گئی ہے جس میں کم وبیش آٹھ ہزار 8000 روٹی ایک گھنٹہ میں تیار ہو جاتی ہے۔ اس کے لئے ایک وسیع وعریض عمارت بھی تیار کی گئی ہے۔ یہ کام 2012ء میں پایہ تکمیل کو پہنچا۔

چوتھی اور پانچویں توسیع مسجد اقصیٰ قادیان

حضرت مسیح موعودؑ، خلافت اولیٰ اور خلافت ثانیہ کے زمانہ میں ہونیوالی توسیع کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے عہد مبارک میں خلافت احمدیہ صد سالہ جوبلی کے موقعہ پر مسجد اقصیٰ کو گرا کر چوتھی مرتبہ توسیع کی گئی۔جس میں مسجد کی تین منزلہ جدید عمارت کا سنگ بنیاد 7 جون 2008ء کو رکھا گیا اور توسیع کا کام 2011ء میں مکمل ہوا۔ پھر مسجد اقصیٰ کے جدید حصہ میں عمدہ قسم کی لکڑی کی کھڑکیاں اور مزین دروازے لگائے اور نمازیوں کی سہولت کے لئے لفٹ بھی لگائی گئی۔

جون 2015ء میں ایک بار پھر پانچویں توسیع کا فیصلہ کیا گیا۔مسجد اقصیٰ کے قدیمی حصہ میں بھی رینوویشن کے کام ہوئے۔ قدیمی حصہ کو ریٹروفٹنگ کے ذریعہ مضبوطی دی گئی۔ پرانی بالوں والی چھت کی بجائے RCC کی چھت ڈالی گئی۔ قدیمی حصہ والے گنبدوں کی طرز پر مسجد اقصیٰ کی چھت پر دوسری جانب بھی بالکل ویسے ہی گنبد بنائے گئے۔مسجد اقصیٰ کے قدیمی حصہ کے بیرونی در کو محرابوں سے مزین کرتے ہوئے ان میں لکڑی کے خوبصورت دروازے اور درمیان میں ایک وسیع داخلی گیٹ بنایا گیا جس پر گنبد اور مینارے تعمیر کئے گئے۔ یہ کام 2017ء میں پایہ تکمیل پہنچا۔ اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ۔

تجدید مسجد مبارک

حضرت خلیفہ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے بابرکت دور میں آپ کی راہنمائی وتوجہ سے 2014ء میں مسجد مبارک کی رینوویشن ہوئی۔ قدیمی حصہ کے مینارے (جو بعد کی زائد تعمیرات میں اوجھل ہو گئے تھے) اپنی اصل حالت پر دوبارہ قائم کیے گئے۔ مسجد کی سیڑھیوں کشادہ اور وسیع کی گئی۔ چھت کی مرمت کے ساتھ ہال پر شاہ نشین کی جگہ (جہاں حضرت مسیح موعود تشریف فرما ہوتے تھے) سنگ مرمر کا ایک بینچ رکھا گیا۔مسجد کے اندرونی مرمتی کام بھی ہوئے۔ مسجد کو ساؤنڈ پروف کر کے اور جدید سسٹم لگا کر ائیر کنڈیشنز کیا گیا۔مسجد کی کھڑکیوں دروازوں پر عمدہ پالش اور سامنے سے مسجد کے ایلیویشن کو بھی مزید خوبصورت بنایا گیا۔ اسی طرح مسجد مبارک کے لئے لفٹ بھی لگائی گئی۔ اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ۔

حضور انور کی منظوری سے پانچ خستہ حال مساجد منہدم کر کے از سر نو تعمیر کی گئیں جن میں مسجد رحمان، مسجد سبحان، ریتی چھلہ کی مسجد ممتاز، حضرت خلیفۃ المسیح الاول کی تعمیر فرمودہ مسجد نور اور کوٹھی دارالسلامؑ کی مسجد مسرور قابل ذکر ہے۔ان کے علاوہ بھی مختلف محلہ جات میں موضع ننگل کاہلواں میں کئی مساجد تعمیر ہوئیں۔حضور انور کے دور میں تیار ہونے والی ان مساجد کی کل تعداد پندرہ 15 ہوچکی ہے۔

تجدید دارالمسیح خلافت خامسہ کے بابرکت دور میں دارالمسیح کے تمام مکانات کی رینوویشن کی گئی ہے۔جس میں کمرہ پیدائش حضرت مسیح موعودؑ، دالان حضرت اماں جان، کمرہ پیدائش حضرت مصلح موعودؓ، گول کمرہ اور دیگر تمام حصوں کی رینوویشن ہوئی۔ دارالمسیح میں واٹر پروفنگ کر کے دوبارہ پلستر کیا گیا تا کہ دیواروں میں سیلن باقی نہ رہے۔اس طرح اکثر مقامات پر ریٹروفٹنگ کے ذریعہ اصل دیواریں متاثر کئے بغیر مکانات کو مضبوطی دی گئی۔ رینوویشن کے دوران دارالمسیح کو حتی المقدور اصل نقشہ کے مطابق محفوظ کیا گیا ہے قصر خلافت اور دیگر سات مکانات خاندان حضرت مسیح موعودؑ اور کی عمدہ رنگ میں رینوویشن کر کے ان کی اصل حالت میں محفوظ کیا گیا۔ نیز مکان حضرت ام طاہر سے ملحق گلشن احمد میں ایک خوبصورت پارک بنایا گیا ہے۔

سید حاشر احمد۔ طالبعلم جامعہ احمدیہ کینیڈا

حضرت امام ابو حنیفہؒ

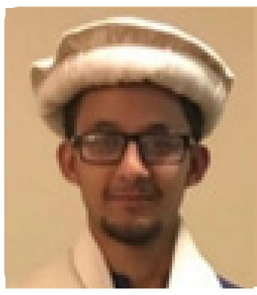

تعارف

اسلام میں ایک نہایت ہی اعلیٰ پائے کے فارسی الاصل محدث فقیہ ماہر علم الکلام بزرگ تابعی گزرے ہیں جن کا نام ہے نعمان بن ثابت بن زوطیٰ بن مرزبان۔ آپ کی کنیت ابو حنیفہ اور آپؒ کا لقب امامِ اعظم ہے۔ آپؒ کی پیدائش بعض کے نزدیک 70 ہجری اور بعض کے نزدیک 80 ہجری میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے دار الخلافہ کوفہ میں ہوئی۔

حضرت امام ابو حنیفہؒ کے دادا زوطیٰ حضرت علیؓ کی مجلس میں آیا کرتے تھے۔ جب امام کے والد کی پیدائش ہوئی تو زوطیٰ ان کو لے کر حضرت علیؓ کی خدمت میں آئے اور حضرت علیؓ نے ان کے لئے اور ان کی اولاد کے لئے برکت کی دعا کی۔ؒ

(امام الائمہ ابو حنیفہ صفحہ 10-11 از محمد رفیق الاسلام رضوی)

تجارت میں صداقت و دیانت داری

حضرت امام ابو حنیفہؒ کے دادا اور والد کپڑوں کا کاروبار کرتے تھے۔ آپؒ نے بھی ابتدائی تعلیم کے بعد اسی کاروبار کو اپنایا اور بہت قابل تاجر ثابت ہوئے اور نہایت ترقی کی۔ یہاںتک کہ بہت سی جگہوں پر آپ کے کاروبار کی مشہوری ہوئی۔ آپؒ خاص طور پر خز کے کپڑے کا کاروبار کرتے تھے۔ حضرت امام ابو حنیفہؒ نہایت امین، سچے، دیانت دار تاجر تھے۔ فروخت کرتے ہوئے ہمیشہ صحیح قیمت لگاتے اور اگر کسی شے میں کوئی نقص ہوتا تو پورے طور پر خریدار کو اس نقص سے مطلع کرتے اور آپؒ کے کارندوں کو بھی یہی ہدایت تھی۔ چنانچہ آتا ہے کہ ایک دفعہ آپ نے اپنے کارندے کو بتایا کہ فلاں کپڑے میں عیب ہے، خریدار کو بیچنے سے پہلے اس نقص کے بارے میں ضرور بتا دینا۔ مگر وہ کارندہ بھول گیا اور کپڑا بغیر نقص بتائے بیچ دیا۔ جب امام ابو حنیفہؒ کو معلوم ہوا تو وہ ساری رقم صدقہ کر دی۔

(سیرت حضرت امام ابو حنیفہ صفحہ 21 از محمد عاصم اعظمی)

اسی طرح ایک دفعہ آپ دکان پر نہیں تھے تو آپ کے ایک کارندے نے ایک کپڑا جو کہ چار سو درہم کا تھا اسے ہزار درہم کا بیچ دیا۔ خریدار مدینہ منورہ کا رہنے والا تھا۔ وہ خرید کر چلا گیا۔ جب امامؒ ابو حنیفہ آئے اور اس بات کا پتا چلا تو اس کارندے پر سخت ناراض ہوئے اور کہا کہ ’’تم لوگوں کو دھوکہ دیتے ہو حالانکہ تم دکان میں میرے ساتھ رہتے ہو۔‘‘ اس کے بعد آپؒ نے وہ ساری رقم لی اور مدینہ کا سفر کیا۔ اس خریدار کو پہچانتے تو نہ تھے اس لئے مسجد چلے گئے۔ مسجد میں دیکھا کہ ایک شخص نماز پڑھ رہا ہے اور وہی کپڑا پہنا ہے جو امام کی دکان سے خریدا تھا۔ امام ابو حنیفہؒ اس کے پاس گئے اور کہا کہ یہ کپڑا تمہیں زیادہ قیمت پر بیچا گیا ہے۔ یا تو اسے واپس کر کے ہزار درہم لے لو یا پھر زائد رقم جو کہ چھ سو درہم ہے وہ واپس لے لو۔ اس شخص نے کہا کہ یہ کپڑا تو میں چند دفعہ پہن چکا ہوں اور پیسے لینے سے انکار کر دیا۔ امام نے کہا کہ میں تو پیسے واپس دے کر جاؤں گا۔ چاہو تو پوری رقم لے کر کپڑا واپس کر دو یا پھر زائد رقم واپس لے لو۔ آخر وہ شخص مان گیا اور کپڑا اور زائد رقم رکھ لی۔

(سیرت امام ابو حنیفہ صفحہ 22-23)

امام کی حصولِ علم کی طرف توجہ

روزمرہ کے تجارتی معمول کے دوران ایک مرتبہ آپؒ کی گفتگو مشہور محدث امام شعبی سے ہوئی۔ انہوں نے امام ابو حنیفہؒ سے کچھ باتیں پوچھیں اور اندازہ لگایا کہ آپؒ نہایت قابل اور ذہین ہیں اور نصیحت کرتے ہوئے فرمایا کہ ’’تم غفلت میں نہ پڑو، علم میں اپنے کو لگاؤ، علماء کی مجلسوں میں جایا کرو، میں تم میں بیدار مغزی اور کھوج لگانے کا مادہ پاتا ہوں۔‘‘ اس کے بعد آپؒ نے حصولِ علم کی طرف توجہ دی اور علماء کی مجلس میں جانا شروع کیا۔ اور علمِ کلام، علمِ حدیث اور علمِ فقہ میں مہارت حاصل کی۔ پہلے تو آپؒ نے علمِ کلام میں مہارت حاصل اور اس وقت کے کئی فرقہ باطلہ سے مباحثے کئے مگر غور کرنے کے بعد اس نتیجہ پر پہنچے کہ صحابا کرام اور تابعین کا اسوہ احادیث اور فقہ سیکھنا ہے۔ اس کے بعد آپؒ نے حدیث اور فقہ کا علم سیکھنے کی طرف توجہ کی۔ اس کے لئے آپؒ نے امام حماد کی درس گاہ میں بیٹھنا شروع کیا۔

امام کی خواب

حضرت امام ابو حنیفہؒ نے ایک خواب میں دیکھا کہ آپؒ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہڈیوں کو مزارِ مبارک سے نکال کر علیحدہ علیحدہ کر رہے ہیں۔ دہشت زدہ ہو کر بیدار ہوئے۔ حضرت امام ابن سیرین کے پاس آئے اور خواب کی تعبیر دریافت کی۔ انہوں نے کہا کہ بہت مبارک خواب ہے۔ آپ کو سنتِ نبویؐ کے پرکھنے میں وہ مرتبہ دیا جائے گا کہ احادیث صحیحہ کو موضوع حدیث سے جدا کرنے کی شناخت ہو جائے گی۔

(تذکرۃ الاولیاء زیرِ اسم حضرت ابو حنیفہؒ، از حضرت فرید الدین عطارؒ)

امام کا ایک دہریہ سے مباحثہ

ایک دفعہ حضرت امام ابو حنیفہؒ کا ایک دہریہ سے مباحثہ طے ہوا۔ مباحثہ کے دن وہ دہریہ تو وقتِ مقررہ پر آ گیا مگر حضرت امام ابو حنیفہؒ نے آنے میں بہت تاخیر کر دی۔ وہ دہریہ اور تمام ناظرین انتظار کرتے رہے۔ آخر جب امام ابو حنیفہؒ آئے تو وہ دہریہ کہنے لگا کہ جو امام وقت کی پابندی نہ کر سکے وہ کچھ اور کیسے کرے گا۔ اس پر امام صاحب نے کہا کہ پہلے میری بات سن لو۔ پھر فیصلہ کرنا۔ امام صاحب فرمانے لگے کہ ہوا یوں کہ میرے راستے میں ایک دریا آیا۔ میں وہاں کشتی کے انتظار میں کھڑا تھا کہ اچانک میرے پاس ایک درخت خود بخود آ کھڑا ہوا اور پھر اس کی لکڑی کٹی، اس کے تختے بنے، اور پھر وہ خود بخود ایک کشتی بن گئی۔ پھر وہ کشتی میری طرف آئی اور میں اس میں بیٹھ گیا۔ وہ کشتی مجھے لے کر دوسرے کنارے پر آئی۔ پس اس میں کچھ دیر ہو گئی۔ اس پر وہ دہریہ ہنسنے لگا اور کہنے لگا کہ یہ دیکھو مسلمانوں کا امام کتنا کذاب ہے، بِنا بڑھئی کے کشتی بھی بنی اور بِنا ملاح کے چلی اور حضرت کو کنارے پر پہنچایا بھی۔ اس پر امام ابو حنیفہؒ نے کہا کہ بھئی یہی تو میں بھی کہنا چاہتا ہوں، جب ایک کشتی بِنا بنانے والے کے بن نہیں سکتی، بِنا چلانے والے کے چل نہیں سکتی تو اتنی بڑی کائنات بالکل درست طور خود بخود کیسے چل سکتی ہے۔ اس جواب پر وہ دہریہ مبہوت ہو گیا۔

امام طلباء کا خیال رکھتے تھے

حضرت امام ابو حنیفہؒ نہایت ذہین تھے اور حافظہ بھی کمال کا تھا۔ حضرت امام حماد کی مجلس میں آپؒ تمام احادیث اور فقہی مسائل سیکھ لیتے اور جب امام حماد نے یہ دیکھا تو آپؒ کو اپنے ساتھ بٹھانا شروع کر دیا۔ پھر جب آپؒ بحیثیت معلم سامنے آئے تو نہایت ہی قابلیت کے ساتھ اپنے طلباء کو سکھایا۔ اپنے طلباء کا بہت خیال رکھتے تھے۔ ان کی تمام ضروریات کو پورا کرتے۔ اپنے طلباء کے وظیفے مقرر کئے ہوئے تھے۔ ہر ایک کی ضروریات کا خاص خیال رکھتے تھے۔ اگر کوئی طالب علم بہت غریب ہوتا تو اس کے گھر والوں کو کہہ دیتے کہ یہ علم حاصل کرے گا اور اس کے گھر کے اخراجات میں اٹھاؤں گا۔ ایک دفعہ ایک آپؒ کی ایک مجلس میں ایک شخص نہایت بوسیدہ کپڑے پہنے آیا۔ مجلس برخاست ہوئی اور سب چلے گئے اور صرف وہی شخص رہ گیا۔ امام ابو حنیفہؒ نے اسے کہا کہ جائے نماز اٹھاؤ اور اس کے نیچے جو کچھ ہے وہ لے لو۔ جب اس نے جائے نماز اٹھائی تو اس کے نیچے ہزار درہم پڑے تھے۔ آپؒ نے اسے کہا کہ اپنی حالت اچھی رکھو تا کہ تمہارا دوست تم کو دیکھ کر افسردہ دل نہ ہو۔

(سیرت امام ابو حنیفہ صفحہ 148-149)

امام کی نیک نمونہ کے ذریعہ تبلیغِ اسلام

حضرت امام ابو حنیفہؒ بہت اعلیٰ اخلاق کے مالک تھے۔ ہمیشہ اپنا نیک عملی نمونہ دکھاتے۔ حضرت امام فخر الدین رازیؒ تفسیر کبیر میں واقعہ بیان کرتے ہیں کہ ’’ایک مرتبہ حضرت امام ابو حنیفہؒ کہیں جا رہے تھے۔ راستہ میں اتفاقاً آپؒ کی جوتی میں کچھ نجاست لگ گئی۔ آپؒ نے نجاست دور کرنے کے لئے جوتی کو جھاڑا تو کچھ نجاست اُڑ کر ایک مکان کی دیوار سے لگ گئی۔ آپؒ بڑے پریشان ہوئے کہ اگر نجاست یوں ہی چھوڑ دی جائے تو اس کی دیوار خراب ہوتی ہے اور اگر اسے کرید کر دیوار صاف کی جائے تو دیوار کی مٹی بھی اتر آئے گی اور اس کے مالک کا نقصان ہو گا۔ چنانچہ پریشانی میں آپؒ نے دروازا کھٹکھٹایا۔ گھر کا مالک باہر آیا۔ یہ شخص ایک مجوسی تھا اور امام ابو حنیفہؒ کا مقروض تھا۔ وہ آپ کو دیکھ کر سمجھا کہ آپؒ قرض واپس لینے آئے ہیں۔ وہ پریشان ہو کر عذر پیش کرنے لگا۔ آپؒ نے کہا کہ قرض کو چھوڑو پریشانی یہ ہے کہ تمہاری دیوار کیسے صاف کروں اور پھر ساری بات بتائی۔ وہ مجوسی آپؒ کا تقوی اور نیکی دیکھ کر بے ساختہ بولا آپؒ دیوار بعد میں صاف کیجئے گا پہلے کلمہ پڑھا کر میرا دل صاف کر دیں۔ چنانچہ وہ مجوسی آپؒ کی اس نیکی کی وجہ سے مسلمان ہو گیا۔‘‘

(تفسیر کبیر امام الرازیؒ زیر آیت مالک یوم الدین)

امام کا قرض داروں کی مدد کرنا

حضرت امام ابو حنیفہؒ قرض داروں کی خوب مدد کرتے تھے۔ ایک شخص کے اوپر چار ہزار درہم کا قرض تھا۔ اس کے دوستوں نے ارادہ کیا کہ سب مل کر اس کی مدد کریں۔ جب اس کے دوست امام ابو حنیفہ کے پاس آئے کہ اس کی مدد کریں تو کہا کہ اتنی سی رقم کے لئے لوگوں کو کیوں تکلیف دیتے ہو۔ اس کے بعد پوری رقم خود ادا کر دی۔

(سیرت امام ابو حنیفہ صفحہ 152)

تذکرۃ الاولیاء میں لکھا ہے کہ ایک شخص جو کہ امام ابو حنیفہؒ کا قرض دار تھا اس کے علاقہ میں کسی کی وفات ہوئی تو آپؒ نماز جنازہ کے لئے وہاں گئے۔ گرمی کا موسم تھا اور دھوپ سخت تھی۔ آپؒ کے مقروض کی دیوار کے پاس کچھ سایہ تھا۔ لوگوں نے آپؒ سے کہا کہ یہاں اس دیوار کے سائے میں بیٹھ جائیں۔ آپؒ نے منع کر دیا اور کہا کہ صاحب خانہ میرا مقروض ہے اس

لئے اس کے مکان کے سایہ سے استفادہ کرنا میرے لئے جائز نہیں۔ کیوں کہ حدیث میں ہے کہ قرض کی وجہ سے جو نفع بھی حاصل ہو وہ سود ہے۔

(تذکرۃ الاولیاء زیر اسم حضرت ابو حنیفہ)

یہ آپؒ کے تقویٰ کا معیار تھا۔

تقویٰ و فتویٰ

حضرت امام ابو حنیفہؒ بہت بڑے فقیہ تھے اور مختلف لوگ آپؒ سے فتوے پوچھتے تھے۔ ایک دفعہ آپؒ بازار جا رہے تھے کہ گرد و غبار کے کچھ ذرات آپ کے کپڑوں پر آگئے تو آپؒ نے دریا پر جا کر کپڑے کو خوب اچھی طرح دھو کر پاک کیا اور جب لوگوں نے پوچھا کہ ’’آپ کے نزدیک تو اتنی نجاست جائز ہے پھر آپ نے کپڑا کیوں پاک کیا؟‘‘ اس پر آپؒ نے فرمایا کہ ’’وہ فتویٰ ہے اور یہ تقویٰ۔‘‘ (تذکرۃ الاولیاء)

اس واقعہ کے متعلق حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلاۃ و السلام فرماتے ہیں کہ ’’امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی بابت لکھا ہے کہ آپ ایک مرتبہ بہت ہی تھوڑی سی نجاست جو ان کے کپڑے پر تھی دھو رہے تھے۔ کسی نے کہا کہ آپ نے اس قدر کے لئے تو فتویٰ نہیں دیا۔ اس پر آپ نے کیا لطیف جواب دیا کہ آں فتویٰ است و ایں تقویٰ۔ پس انسان کو دقائق تقویٰ کی رعایت رکھنی چاہئے۔‘‘ (ملفوظات جلد 4 صفحہ 442)

امام کی امانت داری

حضرت امام ابو حنیفہؒ نہایت امانت دار تھے۔ ایک دیہاتی نے آپؒ کے پاس ایک لاکھ ستر ہزار درہم بطور امانت رکھے مگر وہ فوت ہو گیا۔ اس نے کسی کو بتایا بھی نہ تھا۔ اس کے چھوٹے بچے تھے۔ جب اس دیہاتی کے بچے بالغ ہوئے تو حضرت امام اعظمؒ نے انہیں اپنے پاس بلایا اور ان کے والد کی ساری رقم لوٹا دی اور فرمایا یہ تمہارے والد کی امانت تھی۔ آپؒ نے یہ امانت خفیہ طور پر لوٹائی تا کہ لوگوں کو اتنی بڑی رقم کا علم نہ ہو اور وہ انہیں تنگ نہ کریں۔ (سیرت امام ابو حنیفہ صفحہ 160)

امام مجبوروں کی مدد کرتے تھے

حضرت امام ابو حنیفہؒ مجبور لوگوں کی بہت مدد کرتے تھے۔ ایک دفعہ امیر کوفہ ابن ہبیرہ کے ہاں تشریف لے گئے۔ وہاں پہلے سے ہی ابن ہبیرہ ایک شخص کو قتل کی دھمکی دے رہا تھا۔ جب اس شخص نے امام ابو حنیفہؒ کو داخل ہوتے اور ابن ہبیرہ کو آپؒ کی عزت کرتے دیکھا تو بغیر سوچے سمجھے کہہ دیا کہ یہ شخص مجھے اچھی طرح جانتا ہے۔ ابن ہبیرہ نے امام سے پوچھا کہ کیا ’’آپ اسے جانتے ہیں؟‘‘ امام ابو حنیفہؒ اسے نہ جانتے تھے۔ آپؒ جھوٹ بھی نہیں بول سکتے تھے اور یہ بھی چاہتے تھے کہ یہ شخص آزاد ہو جائے۔ آپؒ نے اس کی یہ راہ نکالی کہ آپؒ نے اس آدمی کو دیکھ کر پوچھا کہ ’’تم وہی ہو جو اذان دیتے ہوئے زور سے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہتے ہو؟‘‘ اس شخص نے کہا کہ ’’ہاں میں وہی ہوں۔‘‘ آپؒ نے فرمایا ’’اچھا اذان سناؤ۔‘‘ اس نے پوری اذان سنائی اور لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ زور سے کہا۔ اس پر امام ابو حنیفہؒ نے کہا کہ ’’یہ اچھا آدمی ہے اسے کچھ نہ کہو۔‘‘ اس پر ابن ہبیرہ نے اسے چھوڑ دیا اور مقدمہ بری کر دیا۔ امام ابو حنیفہ نے اذان اسی لئے سنی کہ وہ اللہ اور رسول کی شہادت دے اور یہی شہادت اس کی رہائی کا ذریعہ بن گئی۔

(مناقب امام اعظم صفحہ 199-200 از موفق بن احمد مکی)

امام کا صبر

حضرت امام ابو حنیفہؒ بہت صابر تھے۔ ایک دفعہ آپؒ کی مجلس میں ایک شخص آ کر آپ کو گالیاں دینے لگ گیا۔ آپؒ خود بھی خاموش رہے اور دوسروں کو بھی خاموشی کا حکم دیا اور اسے بالکل نہیں روکا اور درس جاری رکھا۔ درس کے بعد اٹھے اور گھر کی طرف روانہ ہوئے۔ وہ شخص بھی آپؒ کے پیچھے گالیاں دیتے ہوئے آ گیا۔ جب آپؒ گھر کے دروازے پر پہنچے تو آپؒ نے اُس شخص کو کہا کہ یہ میرا دروازہ ہے۔ میں اندر جانا چاہتا ہوں۔ تم یہاں بیٹھ کر جتنی گالیاں دینا چاہتے ہو دیتے رہو تا کہ تمہیں کچھ حسرت باقی نہ رہے۔ یہ سن کر وہ شخص بہت شرمندہ ہوا اور معافی مانگنے لگا تو آپؒ نے اسے معاف کر دیا۔ (مناقب امام اعظم صفحہ 285-286)

وفات

حضرت امام ابو حنیفہؒ کو مختلف مسلمان بادشاہوں نے قضا اور عدلیہ کا عہدہ دینے کی کوشش کی اور بہت دفعہ جبر اور زبردستی بھی کی۔ مگر آپؒ نے کبھی یہ عہدہ قبول نہیں کیا کیونکہ آپؒ کے نزدیک یہ بادشاہ ظلم کرنے والے تھے۔ چنانچہ اس انکار کی وجہ سے کئی مرتبہ آپؒ کو کوڑوں کی سزا ملی۔ قید خانہ میں رکھا گیا۔ یہاں تک کہ آپؒ کی وفات بھی قید خانہ میں ہوئی۔ بعض روایات میں آیا ہے کہ آپ کو قید خانہ میں زہر دیا گیا تھا۔ اس طرح آپؒ کو اللہ تعالیٰ نے شہادت کا مقام عطا فرمایا۔ آپؒ کی شہادت 150 ہجری میں ہوئی۔ حضرت امام ابو حنیفہؒ نے وصیت کی تھی کہ آپؒ کو خیزران کے قبرستان میں مشرقی جانب دفن کیا جائے کیونکہ اس کی زمین پاکیزہ ہے، غصب کی ہوئی نہیں۔ (سیرت امام ابو حنیفہ صفحہ 145)

امام کا والدین کا احترام

حضرت امام ابو حنیفہؒ کو جب کوئی مسئلہ درپیش ہوتا تو آپ فرماتے کہ یہ مشکل میرے کسی گناہ کی وجہ سے ہے۔ اور پھر آپؒ اللہ تعالیٰ سے مغفرت چاہتے اور وضو کر کے دو رکعت نماز ادا کرتے اور استغفار کرتے تو مسئلہ حل ہو جاتا۔ آپؒ ہر نماز میں اپنے والدین اور اساتذہ کے لئے ضرور دعا کرتے۔ والدین کے ایصالِ ثواب کے لئے ہر جمعہ ان کی طرف سے خیرات کرتے تھے۔ آپؒ کے والد تو جلد ہی فوت ہو گئے تھے۔ آپ اپنی والدہ کا بہت خیال رکھتے اور ان کا بہت احترام کرتے تھے۔ گو کہ آپؒ خود ایک بہت بڑے فقیہ تھے مگر آپ کی والدہ کو عمرو بن ذر پر بڑا اعتبار تھا اور کوئی مسئلہ ہوتا تو آپؒ کو کہتیں کہ جا کر عمرو سے مسئلہ پوچھ آؤ۔ آپؒ جا کر عمرو سے پوچھ آتے۔ اگر عمرو کو جواب نہ آتا تو آپؒ کو کہتے تھے کہ آپ مجھے فتویٰ بتا دیں میں آپؒ کے سامنے دہرا دوں گا اور آپ اپنی والدہ کو جا کر وہ فتویٰ بتا دیں۔

(سیرت امام ابو حنیفہ صفحہ 176)

امام کی تابعیت

حضرت امام ابو حنیفہؒ کو تابعی ہونے کا شرف بھی حاصل تھا۔ آپؒ کی حضرت انس بن مالک، حضرت عبد اللہ بن حارث، حضرت عبد اللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہم سے ملاقات ثابت ہے۔ آپؒ کہتے ہیں کہ میں ایک حلقۂ درس میں گیا جو کہ صحابئ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عبد اللہ بن حارث بن جزء کا تھا۔ آپؒ کہتے ہیں کہ میں نے ان کو فرماتے ہوئے سنا کہ ’’میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ ’’جو شخص اللہ کے دین میں تفقہ حاصل کرے گا اللہ تعالیٰ اس کی مہمات کے لئے کافی ہو گا اور اس کو بے شان و گمان روزی دے گا۔ (سیرت امام ابو حنیفہ صفحہ 201)

امام کا حلیہ

حضرت امام ابو حنیفہؒ طویل القامت، کھلا اور بشاش چہرہ، کھلتا سفید گندمی رنگ، گھنی داڑھی، وضع قطع کے لحاظ سے خوش پوش، صاف ستھرے رہن سہن کے مالک بزرگ تھے اور ہمیشہ خوش رہنے والے مطمئن مزاج صابر و شاکر عالم سمجھے جاتے تھے۔

(تاریخ افکار اسلام صفحہ 112 از ملک سیف الرحمٰن)

قرآن مقدم ہے

حضرت امام ابو حنیفہؒ ہمیشہ قرآن کو مقدم رکھتے تھے۔ پھر سنت اور حدیث کو۔ اور جو بات حدیث سے مل جاتی پھر اس کے بعد کسی دوسری طرف توجہ نہ دیتے۔

امام ابو حنیفہؒ حضرت مسیح موعودؑ کی نظر میں

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے حضرت امام ابو حنیفہ کو ’’فخر الائمہ‘‘ کے لقب سے یاد فرمایا۔

(الحق مباحثہ لدھیانہ، روحانی خزائن جلد 4 صفحہ 209)

مولوی بہاؤ الدین صاحب احمد آبادی نے پوچھا کہ مکتوبات امام ربانی میں مسیح موعود کی نسبت لکھا ہے کہ وہ حنفی مذہب پر ہو گا۔ اس کا کیا مطلب ہے۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا کہ ’’اس سے یہ مراد ہے کہ جیسے حضرت امام اعظمؒ قرآن شریف ہی سے استدلال کرتے تھے، اسی طرح مسیح موعود بھی قرآن شریف ہی کے علوم اور حقائق کو لے کر آئے گا؛ چنانچہ اپنے مکتوبات میں دوسری جگہ انہوں نے اس راز کو کھول بھی دیا ہے اور خصوصیت سے ذکر کیا ہے کہ مسیح موعود کو قرآنی حقائق کا علم دیا جائے گا۔‘‘ (ملفوظات جلد 1 صفحہ 531)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام حضرت امام ابو حنیفہؒ کے متعلق فرماتے ہیں کہ ’’امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا مسلک قابل قدر ہے انہوں نے قرآن کو مقدم رکھا ہے۔‘‘ (ملفوظات جلد 2 صفحہ 445)

اسی طرح آپؑ فرماتے ہیں کہ ’’حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ تو اعلیٰ درجہ کے متقی تھے۔‘‘ (ملفوظات جلد 1 صفحہ 550)

پھر آپؑ نے ایک جگہ تحریر کیا کہ ’’۔۔۔امام بزرگ ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ بھی جنہوں نے بعض تابعین کو بھی دیکھا تھا اور جو علم دین کے ایک دریا تھے۔۔۔‘‘

(الحق مباحثہ لدھیانہ، روحانی خزائن جلد 4 صفحہ 90)

نیز آپؑ تحریر فرماتے ہیں کہ ’’وہ ایک بحر اعظم تھا اور دوسرے سب اس کی شاخیں ہیں اسکا نام اہل الرائے رکھنا ایک بھاری خیانت ہے! امام بزرگ حضرت ابو حنیفہ کو علاوہ کمالات علم آثار نبویہ کے استخراج مسائل قرآن میں ید طولیٰ تھا۔۔۔امام اعظم صاحب کی آنیوالے مسیح کے ساتھ استخراج مسائل قرآن میں ایک روحانی نسبت ہے۔‘‘

(الحق مباحثہ لدھیانہ، روحانی خزائن جلد 4 صفحہ 101)

پھر ایک اور جگہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلاۃ و السلام حضرت امام ابو حنیفہؒ کے متعلق فرماتے ہیں کہ ’’امام صاحب موصوف اپنی قوت اجتہادی اور اپنے علم اور درایت اور فہم و فراست میں ائمہ ثلاثہ باقیہ سے افضل و اعلیٰ تھے اور ان کی قوت مدرکہ کو قرآن شریف کے سمجھنے میں ایک خاص دستگاہ تھی اور ان کی فطرت کو کلام الٰہی سے ایک خاص مناسبت تھی اور عرفان کے اعلیٰ درجہ تک پہنچ چکے تھے۔ اسی وجہ سے اجتہاد و استنباط میں ان کے لئے وہ درجہ علیا مسلم تھا جس تک پہنچنے سے دوسرے سب لوگ قاصر تھے۔‘‘

(ازالہ اوہام، روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 385)

DAILY LONDON ALFAZL ONLINE

www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION | Download on the App Store | ANDROID APP ON Google play

اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
+44 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

بقیہ: کتاب، تعلیم کی تیاری...... از صفحہ 3

آ جاتی ہے اور خدا شناسی کے بعد وہ لذتیں اور ذوق جو بہائمی سیرت میں معلوم ہوتے تھے، نہیں رہتے۔ بلکہ ان میں تلخی اور کدورت و کراہت پیدا ہوتی ہے اور نیکیوں کی طرف توجہ کرنا ایک معمولی عادت ہو جاتی ہے۔ پہلے جو نیکیوں کے کرنے میں طبیعت پر گرانی اور سختی ہوتی تھی وہ نہیں رہتی۔

پس یاد رکھو کہ جب تک نفسانی جوشوں سے ملی ہوئی مُرادیں ہوتی ہیں۔ اس وقت تک خدا ان کو مصلحتاً الگ رکھتا ہے اور جب رجوع کرتا ہے تو پھر وہ حالت نہیں رہتی۔ اس بات کو کبھی مت بھولو کہ دنیا روزے چند آخر کار با خداوند۔ اتنا ہی کام نہیں کہ کھا پی لیا اور بہائم کی طرح زندگی بسر کر لی۔ انسان بہت بڑی ذمہ داریاں لے کر آتا ہے۔ اس لئے آخرت کی فکر کرنی چاہئے اور اس کی تیاری ضروری ہے۔ اس تیاری میں جو تکالیف آتی ہیں وہ رنج و تکلیف کے رنگ میں نہ سمجھو۔ بلکہ اللہ تعالیٰ ان پر بھیجتا ہے جن کو دونوں بہشتوں کا مزہ چکھانا چاہتا ہے۔ وَلِمَنۡ خَافَ مَقَامَ رَبِّہٖ جَنَّتٰنِ (الرحمان: 47)۔ مصائب آتے ہیں تا کہ ان عارضی امور کو جو تکلّف کے رنگ میں ہوتے ہیں۔ نکال دے۔ مولوی رُومیؔ نے کیا اچھا کہا ہے۔

؎ عشق اوّل سرکش و خُونی بود
تا گریزد ہر کہ بیرونی بود

سید عبد القادر جیلانی بھی ایک مقام پر لکھتے ہیں کہ جب مومن، مومن بنا چاہتا ہے تو ضرور ہے کہ اس پر دکھ اور ابتلا آویں اور وہ یہاں تک آتے ہیں کہ وہ اپنے آپ کو قریب موت سمجھتا ہے۔ اور پھر جب اس حالت تک پہنچ جاتا ہے تو رحمت الٰہیہ کا جوش ہوتا ہے۔ تو

قُلۡنَا یٰنَارُ کُوۡنِیۡ بَرۡدًا وَّ سَلٰمًا (الانبیاء: 70)

کا حکم ہوتا ہے۔ اصل اور آخری بات یہی ہے۔ مگر نہ شنیدۂ کہ خدا داری چہ غم داری۔

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 207-208 ایڈیشن 1984ء)

شریعت کی کتابیں حقائق اور معارف کا ذخیرہ ہوتی ہیں۔ لیکن حقائق اور معارف پر کبھی پوری اطلاع نہیں مل سکتی جبتک صادق کی صحبت اخلاص اور صدق سے اختیار نہ کی جاوے۔ اسی لئے قرآن شریف فرماتا ہے۔ یٰۤاَیُّھَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَکُوۡنُوۡا مَعَ الصّٰدِقِیۡنَ (التوبہ: 119)۔ اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ ایمان اور اتقاء کے مدارج کامل طور پر کبھی حاصل نہیں ہو سکتے جبتک صادق کی معیت اور صحبت نہ ہو۔ کیونکہ اس کی صحبت میں رہ کر وہ اس کے انفاس طیبہ عقد ہمت اور توجہ سے فائدہ اُٹھاتا ہے۔

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 221، سن اشاعت 1984ء مطبوعہ لندن)

بنی نوع کے ہم پر حقوق

جب اللہ تعالیٰ نے مہلت دی ہے اُس وقت اُسے راضی کرنا چاہئے۔ لیکن جب اپنی سیہ کاریوں اور گناہوں سے اُسے ناراض کر لیا اور اس کا غضب اور غصہ بھڑک اُٹھا۔ اُس وقت عذاب الٰہی کو دیکھ کر توبہ استغفار شروع کی اس سے کیا فائدہ ہوگا جب سزا کا فتویٰ لگ چکا۔

یہ ایسی بات ہے کہ جیسے کوئی شہزادہ بھیس بدل کر نکلے اور کسی دولتمند کے گھر جا کر روٹی یا کپڑا پانی مانگے اور وہ باوجود مقدرت ہونے کے اس سے مسخری کریں اور ٹھٹھے مار کر نکال دیں۔ اور وہ اسی طرح سارے گھر پھرے۔ لیکن ایک گھر والا اپنی چار پائی دے کر بٹھائے اور پانی کی بجائے شربت اور خشک روٹی کی بجائے پُلاؤ دے اور پھٹے ہوئے کپڑوں کی بجائے اپنی خاص پوشاک اس کو دے تو اب تم سمجھ سکتے ہو کہ وہ چونکہ دراصل تو بادشاہ تھا۔ اب ان لوگوں سے کیا سلوک کرے گا۔ صاف ظاہر ہے کہ ان کمبختوں کو جنہوں نے باوجود مقدرت ہونے کے اس کو دھتکار دیا۔ اور اس سے بدسلوکی کی سخت سزا دے گا۔ اور اس غریب کو جس نے اس کے ساتھ اپنی ہمت اور طاقت سے بڑھ کر سلوک کیا وہ دے گا جو اس کے وہم و گمان میں بھی نہیں آ سکتا۔

اسی طرح حدیث میں آیا ہے کہ خدا کہے گا کہ میں بھوکا تھا۔ مجھے کھانا نہ دیا۔ میں ننگا تھا مجھے کپڑا نہ دیا۔ میں پیاسا تھا مگر مجھے پانی نہ دیا۔ وہ کہیں گے کہ یا رب العالمین کب؟ وہ فرمائے گا۔ فُلاں جو میرا حاجتمند بندہ تھا۔ اس کو دینا ایسا ہی تھا جیسا مجھ کو۔ اور ایسا ہی ایک شخص کو کہے گا کہ تو نے روٹی دی کپڑا دیا۔ وہ کہے گا کہ تُو تو ربّ العالمین ہے تو کب گیا تھا کہ میں نے دیا۔ تو پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ فلاں بندہ کو دیا تھا۔

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 264-265، سن اشاعت 1984ء مطبوعہ لندن)

(ترتیب و کمپوزڈ: عنبرین نعیم)

فقہی کارنر

وباء جس سبب سے آئی ہے اسی سے جائے گی

لاہور میں جو لوگ طاعون سے محفوظ رہنے کے لئے نماز پڑھنے کے واسطے زیارتیں لے کر نکلتے ہیں۔ ان کا ذکر ہو رہا تھا۔

اس پر حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا:۔

جو لوگ اب باہر جا کر نمازیں پڑھتے ہیں اور زیارتیں نکالتے ہیں وہ خدا تعالیٰ کے ساتھ پوری صفائی نہیں کرتے۔ سچی تبدیلی کا ارادہ نہیں معلوم ہوتا۔ ورنہ پھر وہی شوخی اور بیباکی کیوں نظر آ رہی ہے۔ اگر سچی تبدیلی ہو ممکن نہیں کہ طاعون نہ ہٹ جائے۔ تعجب کی بات ہے کہ ایک طرف جب کہتا ہوں کہ سچی تبدیلی کرو اور استغفار کرو۔ خدا تعالیٰ سے صلح کرو تو میری ان باتوں پر ہنسی کرتے ہیں اور ٹھٹھے اڑاتے ہیں اور اب خود بھی دعا ہی اس کا علاج بتاتے ہیں اور ساتھ ہی یہ بھی کہتے ہیں کہ طاعون ان کے ہی سبب سے آیا ہے کیونکہ انہوں نے جھوٹے دعوے کئے تھے۔ مجھے ان کی اس بات پر بھی تعجب اور افسوس آتا ہے کہ میں تو جھوٹے دعوے کر کے سلامت بیٹھا ہوں، حالانکہ بقول ان کے طاعون میرے ہی سبب سے آیا ہے اور مجھے ہی حفاظت کا وعدہ دیا جاتا ہے۔ یہ عجیب معاملہ ہے۔ یہ بات تو ان عدالتوں میں بھی نہیں ہوتی کہ صریح ایک مجرم ہو وہ چھوڑ دیا جاوے اور بے گناہ کو پھانسی دے دی جاوے۔ پھر کیا خدا تعالیٰ کی خدائی ہی میں یہ اندھیر اور ظلم ہے کہ جس کے لئے طاعون بھیجا جاوے وہ محفوظ رہے اور اس کو سلامتی کا وعدہ دیا جاوے اور وہ ایک نشان ہو اور دوسرے لوگ مرتے رہیں؟ میں کہتا ہوں اسی ایک بات کو لے کر کوئی شخص انصاف کرے اور بتا دے کہ کیا ہو سکتا ہے کہ جو شخص اللہ تعالیٰ پر افترا کرے وہ سلامت رہے اور اس کو یہ وعدہ دیا جائے کہ تیرے گھر میں جو ہوگا وہ بھی بچایا جاوے گا۔ اور دوسروں پر چُھری چلتی رہے؟

(الحکم 10 جون 1904ء صفحہ 3)

(داؤد احمد عابد۔ استاد جامعہ احمدیہ برطانیہ)

ایک سبق آموز بات

فن گفتگو واقعی ایک فن ہے اس پر بہت کچھ لکھا گیا اور کہا گیا ہے لیکن سننے کے فن پر زیادہ بات نہیں کی گئی۔ کہتے ہیں ایک اچھا سننے والا، ان سب لوگوں کا ایک بہترین معالج ہوتا ہے جو اپنی سوچوں اور احساسات کے مرض میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔

(کاشف احمد)

طلوع و غروب آفتاب

31 مئی 2022ء		طلوع فجر	غروب آفتاب
مکہ مکرمہ		04:12	18:59
مدینہ منورہ	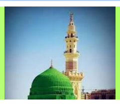	04:03	19:06
قادیان		03:47	19:29
ربوہ		03:27	19:08
اسلام آباد ٹلفورڈ		03:25	21:08